ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء (آیت 2'3)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۝٢ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝٣﴾

''اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) اُن کے حوالے کر دو اور اُن کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے ناقص اور) برے مال سے نہ بدلو اور نہ اُن کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔ اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اُن کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار اُن سے نکاح کر لو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس طرح تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔''

معاشرے کے دبے ہوئے طبقات میں یتیم بھی ہوتے ہیں۔ ان کے کوئی حقوق نہیں تھے۔ ان کی کمزوری اور بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن کا مال ہڑپ کر لیا جاتا تھا۔ یا پھر اُن کا اچھا مال خود لے لیتے اور اس کی جگہ اپنا برا مال اُن کے مال میں رکھ دیتے کہ گنتی اور مقدار پوری رہے۔ چنانچہ یہاں اس کام سے روکا گیا ہے کہ یتیموں کے مال میں اپنا مال شامل کر کے ہڑپ نہ کرو' یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے اور بڑے وبال کی بات ہے۔

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم بچیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو اُن کے ساتھ خود نکاح نہ کرو بلکہ دوسری عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں دو' تین یا چار سے نکاح کر لو۔ یتیم اگر لڑکا ہے تو وہ شعور کی عمر کو پہنچنے پر آزادزندگی گزارنے کا فیصلہ کر لے گا اور اپنے مال وراثت کا آزادانہ استعمال کر سکے گا' مگر یتیم لڑکی کا معاملہ مختلف ہے۔ اگر یتیم لڑکی کے پاس زیادہ مال ہوتا تو اُس کا ولی اس کے ساتھ نکاح کر لیتا۔ اس طرح سارا مال اس کے قبضہ میں آ جاتا اور وہ جس طرح کا سلوک چاہتا اس یتیم اور بے سہارا لڑکی سے کرتا کیونکہ کوئی دوسرا اُس کے حقوق کی حفاظت کرنے والا نہ ہوتا۔ ایسی صورت میں یہ ہدایت دی جا رہی ہے کہ یتیم بچیوں کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرو اور خود ان کے ولی بن کر اُن کے حقوق کی حفاظت کرو' کیونکہ اگر تم نے ان کو اپنے گھروں میں ڈال لیا تو ان کے حقوق کی تم سے باز پرس کرنے والا کوئی نہ ہو گا اور تمہارے لیے اُن کے ساتھ گھٹیا سلوک کرنے کا موقعہ ہو گا۔ مگر یہ بدسلوکی انجام کے اعتبار سے نہایت مہلک ہو گی۔ اس ہلاکت سے بچنے کے لیے تمہیں آزادی ہے کہ اپنی پسند کی دو' تین یا چار عورتوں سے نکاح کر لو' مگر ایک سے زائد نکاح کرنے کی صورت میں تمہیں اُن سے برابری کا سلوک کرنا ہو گا' جو بہت مشکل ہے۔ اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم کماحقہٗ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی عورت پر اکتفا کرو۔ ہاں دوسرا راستہ یہ ہے کہ تمہارے لیے تمہاری لونڈیاں حلال ہیں' اُن کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں اور نہ ہی اُن کے حقوق میں مساوات کی شرط ہے۔

ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں برابری کا تاکیدی حکم ہے۔ نان نفقہ' لباس' ضرورت کی دوسری چیزوں میں سب کے درمیان عدل و انصاف کا برتاؤ ضروری ہے۔ سب بیویوں کو وقت بھی ایک جیسا دینا ہو گا۔ البتہ دلی میلان اور رجحان پر انسان کو قابو نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں گرفت نہیں۔ بس بیویوں میں سے کسی ایک کی طرف اس قدر زیادہ میلان ورجحان کی اجازت نہیں جس سے دوسری کے حقوق نظر انداز ہونے لگیں کہ وہ معلق ہو کر رہ جائے' نکاح کی قید میں تو ہو لیکن شوہر کی توجہ سے محروم ہو اور کہیں اور نکاح بھی نہ کر سکے۔ اس طرح کے سلوک سے شوہر کو روکا گیا ہے۔

چودھری رحمت اللہ بٹر

مؤمن کا کردار

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ' اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ)) (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے' اس کے ہر کام میں بھلائی ہے' اور یہ بات صرف مؤمن کو ہی حاصل ہے۔ خوشحالی میں وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے' فقر و فاقہ اور دکھ میں وہ صبر کرتا ہے (گھبراتا نہیں ہے) اور دونوں صورتوں میں اس کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے''۔

مؤمن ہر معاملہ میں صرف اللہ پر اعتماد کرتا ہے اور اللہ ہی سے ڈرتا ہے۔ اس کی تمناؤں اور امیدوں کا مرکز بھی وہی ہوتا ہے۔ خوشی' فارغ البالی اور مسرتوں سے ہمکنار ہو کر وہ سراپا شکر بن جاتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ عطا و بخشش کی یہ فراوانی رب کریم کی نگاہِ رحمت کا فیض ہے۔ پھر وہ ان نعمتوں پر اتراتا نہیں بلکہ ان سے فائدہ اٹھاتے اور برتتے ہوئے وہ سب سے زیادہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ان نعمتوں کا بخشنے والا آقا اس سے ناراض نہ ہو جائے۔

جان و مال کے نقصان اور مصیبتوں کی آندھی اسے بدحواس نہیں کرتی' کسی آفت پر وہ گھبرا نہیں اٹھتا بلکہ آزمائش کے ہر ہر مرحلہ میں نہایت ثابت قدم رہتا ہے۔ باطل کی کوئی یلغار اور طاغوت کی کوئی دھمکی اس کے ایمان کو نہیں دبا سکتی۔ عام حالات میں وہ بیماری' تنگدستی اور کسی طرح کے حادثہ سے متاثر ہو کر اپنی بے چارگی اور مصیبت کا اشتہار نہیں دیتا بلکہ بڑی پامردی کے ساتھ وہ ناسازگار حالات کا رخ بدلنے کی کوشش کرتا ہے' اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی سے دعا مانگتا ہے۔ اس طرح بھلائی پر شکر کرنے سے وہ اجر پاتا ہے اور مصیبت میں صبر کرنے پر بھی وہ اجر پاتا ہے۔

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

شمارہ		جلد
18	19 تا 25 مئی 2005ء 10 تا 16 ربیع الثانی 1426ھ	14

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔گڑھی شاہو، علامہ اقبال روڈ، لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے
☆☆☆
"ادارہ" کا تمام مضمون نگار حضرات کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے!!

ضربِ حق (جلد نمبر 9، شمارہ نمبر 2، ماہ مئی 2005ء) میں شہ سرخی لگائی گئی ہے "موجودہ قرآن اصل نہیں جس میں غلطیاں ہیں: ڈاکٹر اسرار"۔ اس شہ سرخی کے ذیل میں مختلف ذیلی سرخیاں اور نتائج بھی تحریر کیے گئے ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

☆ قرآن کی حفاظت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو قادیانیوں کی طرح پاکستان میں بھی کافر قرار دیا جائے۔
☆ کسی عالم تو دور کی بات ہے یہود و نصاریٰ نے بھی قرآن کے بارے میں یہ جرأت نہیں کی۔
☆ اب تو ایک تیسرا چیلنج ڈاکٹر اسرار احمد کے ویڈیو کیسٹوں کے حوالے سے بھی میدان میں آ گیا ہے۔
☆ اگر ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر ہی رہتے تو ظاہر ہے دنیوی اعتبار سے ان کی وہ اوقات نہیں ہو سکتی جو مذہب کے لبادے میں ان کی بنی ہے۔
☆ اگر ڈاکٹر اسرار اور اس کے کارندوں کے حوالے سے خدام القرآن کی بڑی بڑی عالیشان بلڈنگوں کے خرچ پر امت کے پاس موجود قرآن کے بارے میں سازش کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ یہود و نصاریٰ کے لئے بہت ہی کم قیمت میں بہت ہی سستا سودا ہے۔
☆ ڈاکٹر اسرار احمد نے طالبان کی بھی بہت بڑی رقوم سے مدد کی تھی۔
☆ ڈاکٹر اسرار احمد اور اس کے کارندے تحریک خلافت اور مہدی کے حوالے سے بھی اپنی سوچ کو عام کر رہے ہیں۔ جبکہ مہدی کے حوالے سے احادیث کی کتابوں میں موجود حقائق کا انکشاف بڑے احسن طریقے سے سید عتیق الرحمن گیلانی نے کیا ہے۔

یہ اُس تفصیلی تحریر میں سے چند اقتباسات نقل کئے گئے ہیں۔ پورا مضمون اسی لہجے اور خیال کا عکاس ہے۔ ان عبارات سے اور کچھ ثابت ہو یا نہ ہو، یہ بات ضرور عیاں ہو رہی ہے کہ یہ زہریلا پراپیگنڈہ کرنے والے کے پیش نظر ڈاکٹر صاحب کی کسی رائے کا علمی محاکمہ اور احقاقِ حق نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے اصل محرک کچھ اور ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے کی اصل حقیقت اور اس پر "ضربِ حق" کے خود ساختہ اضافوں کی وضاحت سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن عوامل کا جائزہ لیا جائے جن کی بنا پر یہ "تیسرا چیلنج" قبول کیا گیا ہے۔

بعض قرآنی نصوص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں میں ایک یہ کمزوری بھی ہے کہ جب وہ فتنہ و فساد کر رہے ہوتے ہیں تو وہ اسے بھی "اصلاح" کے خوبصورت عنوان کی آڑ میں سے کرتے ہیں (البقرۃ: آیات ۱۱، ۱۲)۔ یہ بات تاریخی طور پر بھی مسلّم ہے۔ کوئی فتنہ گر کبھی یہ تسلیم نہیں کرتا کہ وہ فتنہ و فساد کر رہا ہے۔ اسے خود اپنے آپ کو اور لوگوں کو انتہائی اخلاص کے ساتھ یہ باور کروانا پڑتا ہے کہ اس کا مقصد صرف اصلاح کرنا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں خوارج کا کردار اس کی سب سے نمایاں مثال ہے۔ اسلام سے خلوص اور الفت کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ ان کے ماتھوں پر لمبے لمبے سجدوں کے نشان نمایاں نظر آتے، اور عبادت و ریاضت کی وجہ سے پسینے سے شرابور رہتے تھے۔ لیکن کوتاہ فہمی اور دین کے سطحی علم نے انہیں گمراہ کر دیا تھا۔ انہوں نے کتنے ہی مسلمانوں کو محض اس بنا پر قتل کر دیا کہ وہ حضرت علیؓ کو (معاذ اللہ) مشرک تصور نہیں کرتے تھے۔ ان کا طریقِ واردات یہ تھا کہ کسی شخص کو روک کر بعض سوالات ایسے کئے جن بات ادھوری بیان ہوئی، اس ادھورے سوال کے ادھورے جواب میں سے اپنی مرضی سے نتائج اخذ کئے، پھر اُن پر فردِ جرم عائد کر دی اور خارج از اسلام اور واجب القتل قرار دے دیا۔ ضربِ حق کی ضربِ ناحق بھی کچھ اسی قسم کی ہوتی ہے۔ کسی عالمِ دین سے ملاقات کر کے کوئی گفتگو چھیڑی، یا کسی عالمِ دین کی کتاب کے کسی اقتباس کو سیاق و سباق سے ہٹا کر نقل کیا، پھر اس گفتگو یا اقتباس کو اپنا مفہوم پہنایا، اور اُس سے وہ وہ معانی اخذ کئے جو کہنے والے یا لکھنے والے کے سان گمان میں بھی نہیں ہو سکتے اور بالآخر اسے فتنہ، یہودی سازش یا مغربی استعمار کے آلۂ کار قرار دے کر

(باقی صفحہ 17 پر)

سید قاسم محمود

تہذیبِ حاضر

تضمین بر شعرِ فیضی

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیبِ حاضر میں — بھڑک اٹھا بھبوکا بن کے مسلم کا تنِ خاکی
کیا ذرّہ کو جگنو دے کے تابِ مستعار اس نے — کوئی دیکھے تو شوخی' آفتابِ جلوہ فرما کی
نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے — یہ رعنائی' یہ بیداری' یہ آزادی' یہ بے باکی
تغیر آ گیا ایسا تدبّر میں' تخیل میں! — ہنسی سمجھی گئی گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی
کیا گم تازہ پروانوں نے اپنا آشیاں لیکن — مناظر دل کشا دکھلا گئی ساحر کی چالاکی
حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا — رقابت' خودفروشی' ناشکیبائی' ہوسناکی
فروغِ شمعِ نو سے بزمِ مسلم جگمگا اٹھی — مگر کہتی ہے پروانوں سے میری کہنہ ادراکی

''تو اے پروانہ! ایں گرمی ز شمعِ محفلے داری
چومن در آتشِ خود سوز' اگر سوزِ دلے داری''

جدید مغربی تہذیب کے خلاف یہ طنزیہ نظم ''بانگِ درا'' کے آخری حصے میں نظم ''صدیق ؓ'' کے بعد اور مشہور نظم ''والدہ مرحومہ کی یاد سے'' پہلے' شامل ہے اور فارسی کے شاعر فیضی کے ایک شعر کی تضمین ہے۔

تشریح شعر 1 تا 3: بادۂ تہذیبِ حاضر: موجودہ تہذیب کی شراب۔
بھبوکا بن کے: شعلہ بن کر۔ تابِ مستعار: عارضی چمک۔ بے باکی: گستاخی۔

آج پوری دنیائے انسانیت پر جو تہذیب مسلط ہے' وہ مغرب کی تہذیب ہے۔ مغربی تہذیب میں اتنی زبردست حرارت اور حدت ہے کہ جس نے امّت مسلمہ کو بھی بھسم کر کے رکھ دیا ہے۔ مسلمان اپنی زندہ تہذیب کی تابندہ روایات سے منحرف ہو کر مغربی تہذیب کے پرستار بن گئے ہیں۔ مسلمان کا خاکی جسم مغربی تہذیب کی شراب پی کر آگ کے شعلوں کی طرح بھڑک اٹھا ہے۔ مغربی تہذیب کے جلوہ دکھانے والے سورج کی روشنی تو دیکھو کہ اس نے ذرّے (مسلمان) کو اپنی عارضی چمک دمک دے کر جگنو بنا دیا۔ اس تہذیب نے مسلمان نوجوانوں کی طبیعت میں عجب تبدیلیاں پیدا کی ہیں' اور اُسے عجیب انداز اور نئے طور طریقے سکھا دیئے ہیں۔ نوجوانوں کا اپنے بناؤ سنگھار پر خاص توجہ رکھنا اور فیشن کو زندگی کے چلن کا ضروری جز بنالینا' یہ نمائشی بیداری' جسے روح اور قلب سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بے محابا آزادی' جس نے تمام ضروری اور غیر ضروری پابندیاں توڑ کر رکھ دی ہیں' اور اُن کی بے باکی' جس میں گستاخی اور بدتمیزی کا رنگ غالب ہے۔ یہ سب کچھ نئی تہذیب سے پیدا ہوا۔ مسلم نوجوانوں نے وہی رعنائی' آزادی اور بے باکی کے انداز اپنا لیے جو مغربی نوجوانوں کے خواص ہیں۔

(4) مغربی تہذیب کے زیر اثر مسلمانوں کے تخیل و تدبّر میں ایسی تبدیلی آئی ہے کہ وہ باغ میں پھول کھلنے جیسے لطیف استعاروں میں حکمت و دانش کے اشارے دیکھنے کی بجائے اسے ہنسی مذاق کی بات خیال کرتے ہیں۔ اگر اُن سے کہا جائے کہ قدرت کی جلوہ افروزی دیکھو' اور گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی کا نظارہ کرو' تو تمہارا ذہن کشادہ ہوگا' تو وہ اس خیال ہی پر ہنستے ہیں۔

(5) جدید تہذیب کی جادوگری نے ایسے ایسے دل فریب مناظر دکھائے ہیں کہ نوجوان مسلمان تو اپنی اصلیت' اپنے دین' اپنی اقدار کو فراموش کر کے پروانہ وار نئی تہذیب پر قربان ہو رہے ہیں۔

(6) مغربی تہذیب کی کورانہ تقلید سے زندگی کے جو نئے نئے طریقے ایجاد ہوئے ہیں' وہ اپنے ساتھ عجیب و غریب مصیبتیں لائے ہیں۔ مثلاً رقابت' عداوت' بے غیرتی' بے ضمیری' بے حمیتی' بے صبری' ہوس' یہ سب نفسی بیماریاں مسلمانوں کے دلوں میں نئی تہذیب نے پیدا کی ہیں۔ مسلم نوجوان نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں' بلکہ انہوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے مفادات کے لیے خود کو غیروں کے ہاتھوں بیچ دیا ہے۔ وہ اس قدر بے صبرے اور ناشکرے بن چکے ہیں کہ لالچ' حرص اور ہوس نے اُن کی تمام ذہنی صلاحیتیں اور اخلاقی اوصاف چھین لیے ہیں۔

(7) بے شک نئی تہذیب کی نئی شمع کی نئی روشنی سے مسلمانوں کی بزم جگمگا اٹھی ہے' لیکن میری سوچی سمجھی رائے وہی ہے جو صدیاں پیشتر فارسی شاعر فیضی نے اپنے اس شعر میں بیان کی تھی۔

(8) اے پروانے' یہ گرمی تو نے محفل کی شمع سے حاصل کی ہے۔ تیرے اندر یہ اضطراب' یہ تڑپ تیری اپنی حرارت سے نہیں ہے۔ یہ مستعار ہے۔ دوسروں کی حرارت میں جلنا اہل سوز کے لیے زیبا نہیں۔ اگر تیرے دل میں سوز موجود ہے تو میری طرح اپنی آگ میں جل۔ اسلام نے جو تہذیبی اقدار اور اخلاقی اوصاف تیرے قلب و ضمیر میں پیوست کر رکھے ہیں' اُن کا سوز پیدا کر' دوسروں کی مستعار حرارت میں نہ جل۔ اگر اپنے دل میں سوز رکھتا ہے تو میری طرح اپنے سوز کی آگ میں جل۔

نبی اکرم ﷺ کا سچا اُمتی کون؟

(گذشتہ سے پیوستہ)

جامع مسجد گلزار قائد' راولپنڈی میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 22 / اپریل 2005ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

اس کے بعد آنے والی آیات میں مجھ سے اور آپ سے گفتگو ہے۔ اتنی عظمت والے نبیؐ کے سچے امتی کون ہیں۔ اس کا معیار اللہ نے کیا مقرر کیا ہے۔ وہ اگلے الفاظ میں آیا:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o﴾ (الاعراف: 157) اس آیت کے ابتدا میں تھا کہ میری رحمت خاص ان کے لیے ہے جو رسولِ نبی اُمی ﷺ کی پیروی کریں گے۔ لیکن پیروی اور اتباع کا مطلب کیا ہے' اس کا جواب آیت کے آخر یہاں میں ان الفاظ میں دیا گیا۔ یہاں چار باتیں آئی ہیں۔ جو شخص یہ چار باتیں پوری کرے گا وہ آنحضور ﷺ کا متبع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ آنحضور ﷺ کا سچا امتی ہے۔ پہلی بات یا پہلی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لائے' آپ ﷺ کی رسالت پر پختہ یقین رکھے۔ ایمان یقیناً ہم سب کو حاصل ہے' اللہ کے فضل وکرم سے ہم مانتے تو ہیں لیکن اس کے لیے ہمارے لیے جو نمونہ ہیں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے' وہ صحابہ کرامؓ ہیں۔ وہ کس طور سے آنحضور ﷺ کو مانتے تھے۔ ہم زبانی کلامی مانتے اور آنحضور ﷺ سے عشق کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ صحابہؓ اس طرح دعویٰ نہیں کیا کرتے تھے' بلکہ وہ عمل سے ثابت کرتے تھے۔ وہ کیا تھا' حکم کی ضرورت نہیں' صرف اشارہ ہی کافی تھا۔ آپ ﷺ کا ہر فرمان ان کے نزدیک واجب الاطاعت تھا' جو راستہ آپ ﷺ نے دکھایا اسی کو وہ اپنے لیے روشنی کا راستہ سمجھ کر اختیار کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے اسوہ کی پوری پیروی یہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ جیسے قرآن ہمیں کہتا ہے: ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ o﴾ کہ اگر تم واقعی مومن ہو' اللہ اور رسول کو ماننے والے ہو' تو اطاعت کرو اللہ کی اور اور اس کے رسولؐ کی۔ سب سے پہلا تقاضا آ گیا ایمان' لیکن صرف زبانی کلامی ایمان نہیں' عمل گواہی دے کہ واقعی ہم حضور ﷺ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں۔ دوسری صفت آئی ﴿وَعَزَّرُوْهُ﴾ ''اور جنھوں نے آپ کا ساتھ دیا'' یا ''جنھوں نے آپ کی عزت' آپ کا احترام کیا''۔ آنحضور ﷺ کو اگر اللہ کا رسول مانا ہے تو جو مقام اللہ نے آپؐ کو عطا کیا ہے' اسی حوالے سے آپؐ کا احترام' آپؐ کا ادب' آپؐ کا ساتھ دینا بھی متبعین کے لیے ضروری ہے۔ شانِ رسالت ﷺ میں ذرا سی بے ادبی تمام نیکیوں کو برباد کر کے رکھ دے گی۔

سچے امتی کی تیسری صفت آئی' ﴿وَنَصَرُوْهُ﴾ لفظی ترجمہ ہوگا ''اور وہ جو نبیؐ (رسول) کی مدد کریں (نصرت کریں)''۔ کہا جا رہا ہے کہ رسول کی مدد کرو' کس معنی میں؟ آنحضور ﷺ حد درجہ خوددار اور غیور انسان تھے۔ اپنی ذات کے لئے آپؐ نے کبھی کسی سے مدد طلب نہیں کی۔ ہاں غلبہ و اقامت دین کا وہ مشن جو رسولؐ کو دیا گیا تھا' جس کے لیے قرآن میں الفاظ آئے: ﴿مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنے وقت کے رسول تھے' یہ صدا لگائی تھی کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کے راستے میں۔ اس مشن کے لیے جو اللہ نے مجھے سونپا ہے اس میں مدد چاہئے۔ اگر واقعی انہیں اللہ کا رسول تسلیم کیا ہے تو ان کے مشن میں بھی ان کے دست و بازو بنو اور ان کی نصرت کرو۔ نبی اکرم ﷺ کی رسالت چونکہ قیامت تک کے لیے ہے۔ اس لیے کل روئے ارضی پر غلبہ دین کا مشن آپ ﷺ کی وساطت سے اب آپ ﷺ کے امتیوں کے ذمہ ہے۔ بقول اقبال ؎

وقت فرصت ہے کہاں' کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

سچا امتی ہونے کی یہ تیسری شرط ہے کہ اس مشن کو پورا کرنے میں ان کے مددگار بن جاؤ۔ اُس معاملے میں صحابہ کرامؓ نے جو قابل تقلید اور لائق تحسین مثالیں قائم کی ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں۔ نبی ﷺ کے اس مشن کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنا تن من دھن نچھاور کیا اور یہ انہی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ ہمیں دین کی دولت نصیب ہوئی۔

چوتھی شرط ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی: ﴿وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ﴾ ''اور اس نور کی پیروی کرو جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا''۔ سب کے نزدیک اس نور سے مراد قرآن حکیم ہے۔ جس طرح آنحضور ﷺ کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنایا اسی طرح قرآن بھی اپنی جگہ پوری نوع انسانی کے لیے رحمت بن کر نازل ہوا ہے۔ لیکن یہ کس لیے عطا ہوا؟ کہ اٹھا کر رکھ دو اسے کسی طاق کے اندر' جبکہ زندگی کے سارے معاملات اپنی عقل اور زمانے کے چلن کے مطابق چل رہے ہوں۔ آج کے مسلمان کو بقول اقبالؒ قرآن کی آیات سے اس کے سوا کوئی سروکار باقی نہیں رہا کہ مرتے ہوئے شخص کو یٰسین پڑھ کر سناؤ تاکہ جاں آسانی سے نکل جائے۔ یا کوئی مر گیا تو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کرالی جائے۔ ہم یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے کہ رب کائنات کی جانب سے ملنے والے کامل ''ہدایت نامے'' میں ہمارے لیے کیا راہنمائی دی گئی ہے۔ وہ جو ہم نماز کی ہر رکعت میں دعا کرتے ہیں: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o﴾: اس کا جواب ہے کہ یہ قرآن ہے جو سیدھا راستہ بتاتا ہے۔ لیکن افسوس اس کو کھول کر پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ جبکہ حکم ہے کہ جو کتاب اللہ نے اپنے نبیؐ کے ذریعے نوعِ انسانی کو عطا فرمائی' اس کی پیروی کرو۔ قیامت تک جو فکری اشکالات سامنے آئیں گے۔ ان کا حل اس قرآن میں موجود ہے' جو عملی مشکلات درپیش ہوں گی ان کا حل بھی اسی قرآن میں موجود ہے۔ اور پھر رسولؐ کی پیروی کرنے' اللہ کا بندہ بننے کے لیے' ایمانِ قلبی کی جو دولت اور تقویٰ درکار ہے وہ بھی اسی قرآن کی تلاوت اور فہم سے حاصل ہوگا۔ لہٰذا سچا امتی بننے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ جب رسولؐ کو مانا ہے تو اس نورِ ہدایت کا اتباع بھی کرو جو اللہ نے اپنے نبیؐ پر نازل فرمایا۔ اور اپنے ہر علمی اور فکری مسئلے یا عملی راہنمائی کے لیے رجوع کرو قرآن کی طرف۔ اور اس کو اپنی زندگی کے لئے امام اور رہنما بناؤ۔

یہ چار شرطیں جو پوری کرے اس کے لئے فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''یہی ہیں وہ لوگ کہ جو فلاح پانے والے ہیں''۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ نے اپنی خاص رحمت مخصوص کر دی ہے۔ یہ ہے سچے امتی کا راستہ۔ اپنی اپنی سوچ کے مطابق کوئی شخص خود رسول کا امتی سمجھتا ہو لیکن قرآن کا معیار یہ ہے۔ اگلی آیت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ آنحضور ﷺ کا مشن ابھی مکمل نہیں ہوا۔

فرمایا: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

﴿اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ ''اے نبی! آپ اعلان کر دیجیے میں بھیجا گیا ہوں پوری نوعِ انسانی کی طرف رسول بنا کر''۔ اس سے پہلے جو رسول بھی اللہ نے بھیجے ہیں اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے ہیں۔ قرآن اس کا سب سے بڑا گواہ ہے۔ عالم گیر رسالت صرف آنحضور ﷺ کی ہے۔ نبی کا یہ پیغام اللہ کا یہ کلام نوعِ انسانی کے ہر فرد کے لیے ہے۔ لیکن اب حضور ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ کوئی رسول۔ لہٰذا اس کلام کو پوری نوعِ انسانی تک پہنچانے کی ذمہ داری اب آپ کے امتیوں پر ہے۔ مجھ پر اور آپ پر ہے۔ ﴿اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''(جس اللہ نے مجھے پوری نوعِ انسانی کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے) اس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین پر''۔ ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ﴾ ''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔ انسانوں کو حیات بھی وہی عطا کرتا ہے موت بھی وہی دیتا ہے''۔ تم سب اپنی حیات کے مالک نہیں ہو بلکہ یہ حیات تمہیں اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ﴾ ''پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے نبی اُمّی پر وہ نبی جو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے۔ ﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (الاعراف:158) ''اور اے مسلمانو! پیروی کرو اتباع کرو رسولؐ کا تاکہ تم فلاح پاؤ''۔ جو شخص اتباعِ رسولؐ کرے گا اس کا مقام اللہ کی نگاہ میں کیا ہے؟ اس حوالے سے سورۂ آل عمران کی یہ آیت نبی اکرم ﷺ کے سچے امتیوں کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کہلوایا گیا۔ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ ''اے نبیؐ کہہ دیجیے کہ اگر تم چاہتے ہو اللہ سے محبت کرو (واقعتاً تم اللہ سے لو لگانا چاہتے ہو) تو طریقہ ایک ہی ہے ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ میرا اتباع کرو، میرے Followers بن جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اور میرے Followers کون ہیں۔ وہ جو آپ ﷺ پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کا احترام کریں، آپ ﷺ کے مشن میں مددگار بنیں اور قرآن کو رہنما بنائیں۔ یہ آیت ہم نے ابھی پڑھی ہے۔ جو یہ کرے گا اس کا کیا مقام ہوگا۔ ﴿يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ سچے متبع رسول بن جاؤ تو محبوبِ خدا بن جاؤ گے۔ یہ مقام ہے اتباعِ رسول کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آنحضور ﷺ کی رحمت سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے کے لیے اس نظام کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وساطت سے ہمیں عطا فرمایا اور ہمیں ہر اعتبار سے آپ ﷺ کا سچا امتی بنا دے۔ (آمین)

(مرتب: فرقان دانش خان)

پریس ریلیز 13 مئی 2005ء

توہین آمیز کارٹون پر احتجاج کیوں؟

نائن الیون کے حادثہ کے بعد جن لوگوں نے صدر مشرف کی امریکہ نواز پالیسی کی حمایت کی تھی انہیں واشنگٹن ٹائمز میں شائع ہونے والے کارٹون پر احتجاج کا کوئی حق نہیں کیونکہ اُس وقت اللہ کی غلامی چھوڑ کر امریکہ کی غلامی کا پٹہ ہم نے خود اپنے گلے میں ڈالا تھا جس کی بالکل صحیح صحیح تصویر کشی مذکورہ امریکی اخبار نے کارٹون میں ایک پالتو شکاری کتے کی صورت میں کر دی ہے جو اپنے مالک کے لیے شکار پکڑ کر لاتا ہے اور اس طرح اس کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسی طرح گوانتے ناموبے میں قرآن حکیم کی بے حرمتی دراصل پوری ملت اسلامیہ کی تذلیل و توہین ہے۔ جس کا مداوا محض لفظی احتجاج سے نہیں ہو سکتا۔ اُمت مسلمہ نے قرآن کو امام بنانے کی بجائے اُسے چونکہ خود پس پشت ڈال رکھا ہے لہٰذا اس کے تدارک کے لیے اپنے طرزِ عمل کو بدلنا اور قرآن حکیم کو اپنا امام و رہنما بنانا ہوگا تاکہ اللہ کی نصرت و تائید کے ساتھ دشمنانِ اسلام کے دانت کھٹے کیے جا سکیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ دشمنانِ اسلام نے ملت اسلامیہ کے منہ پر ایک تازہ طمانچہ اس طور سے رسید کیا ہے کہ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے غیر رسمی مشیر پروفیسر جیروم آر کورسی نے امریکی حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر ایران اسرائیل پر حملہ کرے تو امریکہ مکہ مکرمہ پر ایٹمی حملہ کر دے تاکہ مسلمانوں کی کمر ٹوٹ جائے۔ گویا اس طرح وہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے گھر کی حفاظت کرنا خوب جانتا ہے۔ البتہ ان حالات میں مسلمانوں کو سوچنا ہوگا کہ یہ ذلت و رسوائی آج ہمارا مقدر کیوں بن گئی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کی ہدایت سے منہ موڑ رکھا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے لیکن اس کے پیغام پر کان دھرنے کو تیار نہیں۔ آج ہم نے اللہ کے دشمنوں سے دوستی کر کے، سودی نظام کو جاری رکھ کر خود کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا لیا ہے۔ ہم خود اللہ کی وفاداری اختیار کرنے کی بجائے اللہ کے مخلص بندوں کو پکڑ کر ابلیس کے ایجنٹوں کے حوالے کر رہے ہیں اور اُن کے ساتھ وفاداری کا دم بھرتے ہیں۔ ان حالات میں اللہ کی مدد کیسے ہمارے دستگیری کر سکتی ہے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ اگر ہم میں سے ہر شخص انفرادی سطح پر اپنا قبلہ درست کر لے اور متحد ہو کر پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کی اجتماعی جدوجہد کرے تو اللہ کا وعدہ آج بھی ہمارے ساتھ ہے جو قرآن حکیم میں واضح طور پر مذکور ہے کہ: ''تم ہی غالب و کامران ہو گے (بشرطیکہ) تم ایمان کے تقاضے پورے کرنے والے ہو''۔ (جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی گلشن اقبال کے رفیق سید محمد شکیل صاحب کمر درد کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

☆ ڈیرہ اسمٰعیل خان سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم اسلامی جناب محمد صادق بھٹی نے حال ہی میں ہرنیا کا آپریشن کرایا ہے۔

رفقاء و احباب سے ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لڑکی عمر 38 سال، تعلیم MSc، سرکاری ادارے میں ٹیچر، مشاہرہ 15000 روپے

☆ لڑکی عمر 35 سال، تعلیم بی اے بی ایڈ، لیڈی ٹیچر، مشاہرہ 10000 روپے

رابطہ: 0596-531844، 03005322701

کارٹون: وہ تمغۂ اعظم"

تحریر: فاروق ایے حارث

تلخیص وتہذیب: محمد خلیق

کفر والحاد کے اس نازک ترین دور میں حق و باطل کے درمیان جاری جنگ گزشتہ جنگوں سے کہیں زیادہ مختلف' جدید اور بھیانک اس لیے ہے کہ دور حاضر میں ہونے والی مادی ترقی نے انسان کو نہ صرف وحشت ناک درندہ بنا دیا ہے بلکہ اس کا رخ اُس جدید ترین جہالت کی طرف بھی موڑ دیا ہے جس کا راستہ سیدھا عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے دروازے پر جا کر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

اس جنگ کا اصل ہدف دنیائے اسلام کی معیشت اور معاشرت ہے۔ آج عالم اسلام' بالخصوص پاکستان کی معاشی و معاشرتی حالت جس دہانے پر ہے اس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کے مخصوص استعمال نے نوجوان نسل تو ایک طرف' پختہ ذہنوں کو بھی مفتوح کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس میڈیا نے قوم کے اندر سے حیا' احساس' ضمیر' ذمہ داری' فرائض کی ادائیگی اور اخلاق و اخلاص جیسی اہم خصوصیات نکال کر اس کا سینہ کسی کھوکھلے پیڑ کی مانند مکمل طور پر خالی کر دیا ہے۔ بیشتر مسلم ممالک اس نامراد مرض اور لاعلاج ناسور میں مبتلا ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے' جس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہیں' کہ مسلم امہ کو بدترین عیاشیوں میں مبتلا کر کے ان کی ایمانی قوت کو فنا کر دیا جائے اور پھر ان سے ہر وہ کام لے لیا جائے جو نہ صرف کسی مسلمان بلکہ ایک عام انسان کے شایانِ شان بھی نہیں۔ اس سے بڑھ کر بدقسمتی' بزدلی اور مقام شرم بھلا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جہاد' جو اسلام کی اساس ہے اسے دہشت گردی قرار دے کر اپنے ہی ہاتھوں سے اکھاڑا جا رہا ہے۔ اسلام کی بنیادیں ہلانے اور اسے اکھاڑ پھینکنے میں ہمارے نام نہاد مسلم حکمران دل و جان سے یہودیوں اور نصرانیوں کے شانہ بشانہ مصروف عمل ہیں۔ پوری ملت اسلامیہ ذلت و رسوائی کی اندھی و گہری دلدل میں بری طرح دھنسی یہود و نصاریٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ان کے رحم و کرم پر ہے۔ امریکی اخبار "واشنگٹن پوسٹ" کا حالیہ کارٹون اس کی ایک زندہ و تابندہ مثال ہے۔ یہ کارٹون ایک غلیظ گالی اور بدترین غلامی کی علامت و ملامت سے کسی بھی طور کم نہیں۔

دہشت گردی جیسے حساس اور نازک معاملے میں ہم نے بھی اپنی وفاؤں میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اپنے مالک کی مرضی و منشا کے عین مطابق اس کا ہر حکم بجا لائے۔ یہودیوں و نصرانیوں کی نظر میں چونکہ انسان کی کوئی قدر و منزلت نہیں اور اس کے مقابل ہمیشہ سے وفاداری کے بندھن میں بندھا کتا انسان پر بازی لے جاتا آیا ہے' لہٰذا ہماری ان تمام تر خدمات کے صلے میں امریکہ کی نگاہ میں سب سے اعلیٰ و ارفع مقام یہی تھا جو اس کارٹون کی صورت میں دنیا کے سامنے لایا گیا۔ اسلام میں کتے کا نجس اور ناپاک ہونا' یہود و نصاریٰ کے اندر اس کا بلند تر مقام کا ہونا اور پھر کتے کا انسان کے ساتھ وفا میں اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرنا' انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں پر یہ تذکرہ کرنا ضروری ہے تاکہ جو اس حقیقت سے ناآشنا ہیں وہ بھی یہ جان سکیں کہ یہودیوں' نصرانیوں کے اندر کتے کی اس قدر اہمیت کی وجہ کیا ہے! انجیل برناباس کے صفحہ 72 آیت 39 میں لکھا ہے:

"تب پھر یوحنا نے کہا: اے استاد! تو نے اچھی باتیں کہیں مگر ابھی ہم یہ نہ جان سکے کہ آدم غرور سے کس طرح گنہگار ہوا؟ یسوع نے جواب دیا: جب خدا نے شیطان کو نکال دیا اور فرشتے جبرائیل نے مٹی کا وہ تودہ پاک کر دیا جس پر شیطان نے تھوکا تھا تو خدا نے ہر چیز جو جاندار ہے' پیدا کی۔ وہ جانور جو اڑتے ہیں اور وہ جو چلتے اور تیرتے ہیں اور اس نے دنیا کو ان سب سے سجایا جو اس میں ہیں۔ ایک دن شیطان بہشت کے دروازوں کے پاس آیا اور گھوڑوں کو گھاس چرتے دیکھ کر ان کو بتایا کہ اگر مٹی کے اس تودے میں جان پڑ گئی تو تمہارے لیے سخت مشقت ہو گی' لہٰذا تمہارا فائدہ اس میں ہے کہ مٹی کے اس ڈھیر کو اس طرح روندو کہ یہ کسی کام کا نہ رہے۔ گھوڑے بھڑک اٹھے اور مٹی کے اس ٹکڑے کو جو سوسنوں اور گلوں کے درمیان پڑا تھا' پامال کرنے کے لیے بے تحاشا دوڑنے کو ہوئے۔ مٹی کا وہ ٹکڑا جسے جبرائیل نے تودے پر سے اٹھا لیا تھا جان بخشی اور کتا بنا کھڑا کیا' جس نے بھونک کر گھوڑوں کو ڈرا دیا اور وہ بھاگ گئے۔ تب خدا نے انسان کو روح بخشی۔ اس وقت تمام پاک فرشتوں نے گایا' تیرا نام مبارک ہو اے ہمارے خداوند خدا۔"

چنانچہ اسلام کے اندر کتے کا اس قدر ناپاک اور نجس ہونا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ کتا اس نجس مٹی سے پیدا کیا گیا جس پر شیطان نے حقارت سے تھوکا تھا مگر چونکہ یہودی و نصرانی رحمانیت سے ہٹ کر شیطانیت کے پیروکار ہیں لہٰذا شیطان کی تھوک سے پیدا کیا گیا یہ نجس جانور مذہبی حوالے سے ان کے لیے بلند تر مقام کا حامل ٹھہرا۔ اب رہا انسان کے ساتھ وفا میں اپنی جان تک قربان کر دینے کا معاملہ' تو وہ بھی بڑا صاف اور واضح ہے کہ چونکہ مٹی کے اس تودے سے حضرت آدمؑ کو بنایا جانا تھا اور گھوڑے اس تودے کو روندنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے مگر کتے نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تودے کے سامنے آ کر زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا اور گھوڑے اس کی آواز سے خوفزدہ ہو کر دوسری طرف کو بھاگ نکلے لہٰذا کتے کا انسان کے ساتھ وفا میں اپنی جان تک قربان کر دینا قدرت ہی کی جانب سے ہے جو اس کی پیدائش کے وقت اس کی سرشت میں ڈال دیا گیا۔ یہ حدیث مبارکہ کہ "جس گھر میں کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے" اسی بات کے ثبوت میں ہے کہ چونکہ کتا شیطان کی ناپاک و نجس تھوک کی مٹی سے پیدا کیا گیا لہٰذا اس کا گھروں میں شوقیہ پالنا مکروہ و ممنوع ہے۔ مگر شیطانی قوتوں کے نزدیک اس جانور کا گھروں میں پالنا نہایت متبرک و مبارک تصور کیا جاتا ہے اور پھر نہایت تہذیب اور اخلاص کے ساتھ اس کی نگہداشت بھی کی جاتی ہے۔ یورپ' بالخصوص امریکا کے اندر کتے کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے' وہ کسی اور جگہ نہیں۔ اس کے برعکس اگر ہمارے ہاں کسی کو غلطی سے بھی "کتا" کہہ دیا جائے تو یہ اس کے لیے شدید ترین گالی متصور ہو گی اور وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جائے گا۔

پاکستان اس وقت دنیا کے اندر امریکا کے ایک بہترین دوست و اتحادی ملک کی حیثیت سے خاص پہچان رکھتا ہے۔ امریکا کی نگاہ التفات بڑی خصوصیت کے ساتھ وطن عزیز پر ہے اور وطن عزیز بھی امریکا کو اپنا نگاہ بان خیال کرتا ہے۔ امریکا کے ساتھ ان لازوال دوستی نے ہمیں باکمال بنا دیا ہے اور آج ہم کمال کی اس بلندیوں پر ہیں کہ جہاں سے نیچے' ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ امریکی محبت میں اندھے اور اس کی وفا میں دیوانے' دنیا کے سامنے اپنی دیوانگی کے بھرپور کرتب دکھاتے نظر آتے ہیں۔ اس اونچائی سے فن کے مظاہرے نے ہمارے دل و دماغ پر بھی خاصے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ چنانچہ کچھ دکھائی نہ دینے کے باعث ہم نے اپنے بہترین دوستوں کی ہدایت پر ملک و قوم کو تباہ اور اسلام کو بدنام کرنے والے دہشت گردوں کو ان کے منطقی انجام تک پہنچانے کی ذمہ داری لی اور اپنے اس فریضے کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ نبھانے لگے۔ ان دہشت گردوں کی اذیت ناک موت اور ان کے مسخ شدہ چہروں کو متعدد بار دیکھنے کا اتفاق ہوا' ان کی

(باقی صفحہ 11 پر)

فلسفۂ موت وحیات ازروئے قرآن

حنا ضمیر

موت اور زندگی کا قرآنی تصور

سورۃ ملک کی آیت نمبر 2 کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلسلۂ موت وحیات ایک آزمائش ہے کہ کون لوگ اِس مہلت عمر سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی آخرت کا سامان کرتے ہیں۔ جیسے یہ حقیقت ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ ویسے ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک دن ہم سب کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اِس سے انکار یا فرار ممکن نہیں ہے۔ بلکہ اِس سلسلے میں سوچنے کی بات یہ ہے کہ اِس اہم مرحلے کے لیے ہم نے کیا تیاری کی ہے؟ سفرِ آخرت پر روانہ ہونے سے پہلے کچھ زادِراہ بھی ساتھ ہے یا نہیں ہے؟ ہم اِس مرحلے کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں یا نہیں؟

اِس موضوع کو ہم 3 حصوں میں مطالعہ کر سکتے ہیں:

1۔ موت کا قرآنی تصور کیا ہے؟ اِس کی حقیقت کیا ہے؟
2۔ موت کے بارے میں ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیے؟
3۔ میت کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟

موت کا قرآنی تصور:

قرآن کی رُو سے موت کا تصور کوئی Depressing بات نہیں ہے۔ یہ تو ایک عالم سے دوسرے عالم کو منتقل ہونے کا نام ہے۔ یہ کوئی معدوم ہو جانے کی یا ختم ہو جانے کی کیفیت بالکل نہیں ہے۔ خاص طور پر ایک مومن کے لیے تو یہ اپنے رب سے' اپنے محبوب سے ملاقات کا مرحلہ ہے۔ اقبال نے کہا ہے کہ:

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

پھر وہ لوگ جو اپنے رب کی راہ میں گردن کٹا دیں اُن کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ ''بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے'' (البقرہ) ذات ربانی کا پرتو' ہماری روح جو عالم بالا سے آ کر اس خاکی جسم میں قید تھی' وہ تو اپنے رب سے ملنا چاہتی ہے' واپس اپنے ٹھکانے پر جانا چاہتی ہے۔

((الدنیا سجن المومن و جنة الکافر)) (الحدیث)

یہ تو قید سے رہائی اور محبوب سے ملاقات کا وقت ہے۔

موت کے بارے میں ہمارا طرزِ عمل

قرآن پاک میں جہاں جہاں موت کا تذکرہ آیا ہے' سب آیات میں ایک ہی حقیقت سمجھائی گئی ہے کہ یہ دنیا فانی اور اِس کا ساز و سامان ایک متاعِ فریب ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی ہے۔ جب تک انسان زندہ رہتا ہے اُس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا رہتا ہے اور وہ اِس طرف توجہ نہیں دیتا لیکن مرنے کے بعد وہ دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش کرے گا جو کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ اِس لیے صحیح راستہ یہی ہے کہ انسان موت کو اور اپنے انجام کو یاد رکھے اور آخرت کی تیاری سے کبھی غافل نہ ہو۔

ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے میرا کندھا پکڑا اور فرمایا: ''تم دنیا میں اِس طرح رہو جیسے پردیسی یا رہ چلتا مسافر''۔ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ''جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی تندرستی کے زمانے میں بیماری کے لیے اور زندگی میں موت کے لیے تیاری کرو''۔ (صحیح بخاری)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لذتیں ختم کرنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو''۔ (ترمذی)

یہ طرزِ عمل جو اوپر ذکر ہوا یہ تو اپنی موت کے متعلق ہے کہ ہم سب اپنے اوپر آنے والے اِس مرحلے کو یاد رکھیں۔ اور اِس کے لیے تیاری کرتے رہیں۔ البتہ کسی مصیبت یا تکلیف سے گھبرا کر موت کی آرزو کرنا منع ہے۔ البتہ شہادت کی آرزو کرنا یا کسی مقدس جگہ میں مرنے کی دُعا کرنا جائز ہے۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے جو اُسے پہنچی ہو' موت کی آرزو نہ کرے اور اگر (اس کے بغیر) چارہ نہ ہو تو اِس طرح دُعا کرے' اے اللہ تو مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور اُس وقت مجھے فوت کر دے جب وفات میرے لیے بہتر ہو''۔ (متفق علیہ)

دوسروں کی موت پر ہمارا طرزِ عمل ایک صابر مومن کا سا ہونا چاہیے بچے' بیوی' والدین' عزیز رشتہ دار وغیرہ انسان کے لیے محبوب ترین ہیں۔ اِن کی وفات کو اللہ کا حکم سمجھ کر صبر کرنا کمالِ ایمان کی علامت ہے اور بے صبری' جزع فزع اور اول فول بکنا ضعفِ ایمان کی دلیل ہے۔ پہلی بات کا صلہ جنت ہے اور دوسری بات اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا وہ مومن بندہ جس کی محبوب ترین چیز میں واپس لے لوں لیکن وہ اُس ثواب کی نیت سے صبر کرے۔ اسکے لیے میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

میت کے بارے میں احکام

1۔ قریب الموت کے پاس بیٹھ کر لا الہ الا اللہ پڑھنا مسنون ہے۔ مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو''۔ ایک اور روایت سے سورۃ یٰسین پڑھنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

2۔ میت پر رونا' چلانا اور ماتم کرنا منع ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس میت پر نوحہ کیا جائے اُس کو نوحے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ (متفق علیہ) البتہ میت پر آنسو بہانا یا خاموشی سے رونا جائز ہے۔

3۔ اِنا لِلّٰہِ و انا الیہ راجعون کہنا سنت ہے۔

4۔ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں بند کر دیں' ٹانگیں اور بازو صحیح کر دیں اور خیر کی باتیں کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مرنے والے کا ذکر بھلائی کے سوا نہ کرو (نسائی)

5۔ میت کے ذمے قرض ہو تو ورثا جلد جلد ادا کریں۔ فرض حج یا نذر مانا ہوا حج اور فرض روزے بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جو شخص فوت ہو جائے اور اُس پر فرض روزے رکھنے باقی ہوں تو اُس کا وارث روزے رکھے (صحیح بخاری) میت کی طرف سے قربانی کرنے کی دلیل بھی حدیث سے ملتی ہے۔

6۔ مردوں کے حق میں دعائے مغفرت کرنا سنت سے ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مرنے کے بعد انسان کے اعمال کے ثواب کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے جن کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ' لوگوں کو فائدہ دینے والا علم اور نیک اولاد جو میت کے لیے دُعا کرتی ہے (صحیح مسلم)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزّ وجل جنت میں نیک آدمی کا درجہ بلند فرمائے گا تو وہ آدمی عرض کرے گا' یا

اللہ یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ”تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کیا تھا۔“ (مسند احمد)

7۔ سوگ منانا: 3 دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں۔ صرف بیوہ کے لیے سوگ کی مدت 4 ماہ 10 دن ہے۔ تین دن تعزیت کے لیے آنے جانے والوں سے ملاقات ہے۔ اِس کے بعد معمولا کے شب و روز ہوں۔ پہلی عید پر اچھے کپڑے نہ پہننا یا عید کو یوم سوگ کے طور پر منانا جائز نہیں۔ اِس سلسلے میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ پیش نظر رہنا چاہیے جنہوں نے اپنے بیٹے کی وفات کے تیسرے دن خوشبو لگائی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی مگر اس لیے کہ 3 دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں ہے (بخاری)

8۔ زیارتِ قبور: عورتوں کے لیے قبرستان جانا پسندیدہ قرار نہیں دیا گیا۔ البتہ عبرت حاصل کرنے کی غرض سے کبھی کبھی جا سکتی ہیں۔ وہاں جا کر جذبات پر قابو رکھیں' قبروں پر پھول یا چادریں نہ ڈالیں بلکہ مندرجہ ذیل مسنون دعائیں کریں۔

اسلام علیکم اھل الدیار من المومنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ لکم للاحقون اسالٌ اللّٰہ لنا و لکم العافیہ (مسلم)

اے مومنو اور مسلمانوں کی بستیوں تم پر سلام ہو۔ اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی یقیناً تمہیں ملنے والے ہیں۔ میں اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ دُعا بھی منقول ہے

اسلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللّٰہ لنا ولکم انتم سَلَفُنا ونحن بالاثر ”اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو۔ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد ہیں“۔

مسجد

(عزیز احمد صدیقی۔ کراچی)

کیوں اُن کے عمل کی بدل نہ پائی کیفیت؟ — حاصل جنہیں برسوں سے ہے مسجد کی معیّت
راشی بھی' سُود خور بھی' زانی بھی' چور بھی — خوش ہے کہ صفوں میں اُسے مِلتی ہے فوقیّت
اِن کا ہے یہ دعویٰ کہ یہ بندے ہیں خُدا کے — اِن کو کوئی سمجھائے بندگی کی ماہیّت
ہر چند مساجد میں تماشائے زُہد ہے! — بازار و مساکن میں ہے طوفانِ معصیّت
منصب اِمام کا بڑے سستے میں بِک گیا — جب اہلِ فراست نے دی دُنیا کو اہمیّت
کیوں خانقاہ بنا ہے انقلاب کا مرکز؟ — راہب کو کس نے سونپ دی مسجد کی مِلکیّت؟
مُرید بے نیاز ہے نیاز چڑھا کر! — اب پِیر کے ذمّے ہے دُعا کی قبولیّت
اِس قوم کے طلبا پہ خدا رحم کر! یہاں — مِلتی ہے بے عمل کو مُعلّم کی اہلیّت
اے کاش مُجاہد کوئی مِنبر سنبھال لے — صوفی پہ مُنکشِف ہو معرکے کی فرضیّت
جس مِلّتِ بیضا کو جہاں گیر تھا ہونا — اُس کا ہے یہ نعرہ کہ ”مقدّم ہے قومیّت“
ہے عالمِ اسلام یا برگانِ شِکستہ؟ — نہ وحدت امامؑ نہ اُمّت' نہ جمعیّت!
کتنوں کو غرق کر دِیا گرداب اَنا نے — دل کو تو لگی بات مگر وائے عصبیّت!

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ
ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے' روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی رہائشی 25 سالہ ایم ایس سی (ہوم اکنامکس) حافظۂ قرآن بیٹی کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لاہور کے رہائشی تحریکی و دینی ذہن کے حامل برخوردار کو ترجیح دی جائے گی۔ رابطہ: 5183724

☆ 24 سالہ ایم بی اے کی طالبہ' ڈیڑھ سالہ دینی کورس الہدیٰ سے کیا ہے کے لئے پڑھا لکھا برسر روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: 5894699 042-5728619

ماشومی

مجلس شوریٰ مُسلمی انڈونیشیا

MADJLIS SJURO MUSLIMI INDONESIA

سید قاسم محمود

اکتوبر 1944ء میں جب جاپانیوں نے انڈونیشیا کو مکمل آزادی دینے کا اعلان کیا تو انڈونیشی عوام کی قیادت نے فیصلہ کیا کہ کوئی ایسی جماعت ہونی چاہیے جو حصولِ آزادی کے بعد نئی آزاد مملکت میں اسلامی نظام نافذ کر سکے۔ چنانچہ غور و فکر اور صحیح فیصلے کے بعد ڈاکٹر سوکیمان نے ممتاز مسلم رہنماؤں کی کانفرنس جکارتہ میں طلب کی۔

یہ مسلم کانفرنس 7 نومبر 1945ء کو منعقد ہوئی جس میں ملک کی ایک نمائندہ اسلامی سیاسی جماعت قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس جماعت کے لئے دو نام زیرِ غور تھے "مجلس شوریٰ مسلمی انڈونیشیا" اور اسلامی عوامی پارٹی (Partai Rakjat Islam)۔ بحث مباحثے کے بعد "ماشومی" قائم کی گئی۔ اسکے پہلے صدر ڈاکٹر سوکیمان منتخب ہوئے۔ پارٹی کا دستور اور مرکزی' علاقائی اور مقامی تنظیم کا خاکہ مرتب کیا گیا۔ پارٹی کی اعلیٰ قیادت کے لیے مرکزی کونسل اور سیاسی امور کے لیے پارلیمانی کونسل قائم کی گئی جس کے صدر محمد ناصر بنائے گئے۔ ملک کے تمام طبقوں نے اس نئی جماعت کا خیر مقدم کیا۔ تمام سیاسی اور مذہبی رہنما' دیہات کے بااثر کیائی (مولوی)' تاجر' صنعت کار' زمیندار سب ماشومی کی حمایت کرنے لگے۔ مسلمانوں کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں (پارٹی اسلام انڈونیشیا' شرکتِ اسلام انڈونیشیا' پے ینداد باریسان' شرکتِ اسلام کیدوآ' جمعیت المحمدیہ' نہضۃ العلماء)' حتیٰ کے غیر مسلم سیاسی جماعتیں بھی اس بڑی جماعت میں شامل ہو گئیں۔ چند مہینوں کے اندر "ماشومی" انڈونیشیا کی سب سے بڑی اور پورے ملک کی نمائندہ جماعت بن گئی۔ انڈونیشیا کے تمام جزیروں اور علاقوں میں "ماشومی" کی شاخیں قائم ہو گئیں' اور تنظیم کی وسعت اور عوامی مقبولیت کے لحاظ سے یہ بااثر اور ملک گیر جماعت بن گئی۔

تجدید پسند رہنما

جب "ماشومی" قائم ہوئی تو انڈونیشیا کی تمام اسلامی جماعتیں' تنظیمیں اور ادارے اس میں شامل ہو گئے۔ ان کے رہنماؤں میں ہر قسم کے خیالات اور نظریات رکھنے والے لوگ موجود تھے۔ یہ سب جماعتیں اور ان کے قائدین ماشومی کے بنیادی مقاصد سے متفق تھے اور اسلامی مملکت کے قیام اور اسلامی نظامِ حیات کی تجدید و احیاء کی مکمل تائید و حمایت کرتے تھے' لیکن نئی اسلامی مملکت میں اسلام کا سیاسی و معاشرتی نظام کیا ہوگا اور معاشی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق کیسے اختیار کیا جائے گا؟ اس پر اختلاف تھا' اور اس اختلاف کی بنیاد پر دو گروہ وجود میں آ گئے تھے:

(1) قدامت پسند یا روایت پرست

(2) تجدید پسند یا جدیدیت نواز

قدامت پسندوں میں نہضۃ العلماء اور جمعیت المحمدیہ کے رہنما شامل تھے' اور تجدید پسندوں میں "ماشومی" کے نوجوان' روشن خیال رہنما شامل تھے۔ جمعیت المحمدیہ سے وابستہ بعض صفِ اول کے رہنما بھی تجدیدی خیالات رکھتے تھے۔ یہ تجدید پسند رہنما جمال الدین افغانی اور مفتی محمد عبدہٗ مصری کے نظریات اور دوسرے ممالک کی اسلامی تحریکات سے بہت متاثر تھے اور اُن کا یہ نظریہ تھا کہ اسلام بے جان عقائد کا مجموعہ نہیں ہے' بلکہ ایسا مکمل نظریۂ حیات ہے جو ہر زمانے میں مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ موجودہ دور کے مادہ پرستانہ ماحول میں مسلمانوں کو اسلام کی سچی رہنمائی حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے' اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے' جب اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر تسلیم کر کے نافذ بھی کیا جائے۔ عصرِ حاضر کی ضرورتوں اور تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اسلامی اصولوں اور نظریوں کی تاویل و تفسیر کی جائے اور ایک ترقی پذیر اسلامی معاشرہ بنا کر مسلمانوں کی اجتماعی و انفرادی زندگی کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ "ماشومی" کے تجدید پسند رہنما بڑے جوشیلے' مخلص' باہمت اور باعمل تھے۔ ان میں محمد ناصر' ظفر الدین' محمد روم اور ابو حنیفہ زیادہ اہم اور قابلِ ذکر ہیں۔ ان لوگوں کو ڈاکٹر سوکیمان کی حمایت اور سرپرستی حاصل رہی' جو قدامت پسندوں اور تجدید پسندوں میں ربط و تعاون اور اعتدال و توازن قائم رکھتے ہیں' اور جن کا دونوں گروہ بہت احترام کرتے تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احیائی تحریک میں سرگرم حصہ لینے والے ان قائدین کی ذاتی خدمات پر بھی' اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی جائے۔

ڈاکٹر محمد ناصر

احیائی تحریک کے ممتاز رہنما اور ماشومی کے سربراہ ڈاکٹر محمد ناصر (Natsir) 1908ء میں مغربی ساترا میں پیدا ہوئے۔ انڈونیشیا اور ہالینڈ میں تعلیم حاصل کی۔ 1932ء میں انہوں نے بندوگ میں اسلامی تربیت کا ادارہ قائم کیا۔ نوجوانوں میں تنظیم' ڈسپلن اور سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لئے "تعلیمی کلب" قائم کئے۔ اسلامی رسائل و جرائد میں مقالات اور اسلامی موضوعات پر کتابیں لکھ کر تعلیم یافتہ طبقے کو بہت متاثر کیا۔ جاپانی قبضے کے زمانے میں "خفیہ تحریک" منظم کر کے ملک کی آزادی کے لیے کام کیا۔ جاپان کے اعلانِ آزادی کے بعد تحریکِ آزادی میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ 1945ء میں جمہوریہ کی پارلیمنٹ میں اتحاد اسلامی (Persatuan Islam) کے نام سے ایک گروپ قائم کیا جو اسلامی نظام کے حامی اور جمہوریت پسند ارکان پر مشتمل تھا۔ 1946ء میں محمد ناصر وزیرِ اطلاعات و نشریات ہوئے' اور 1951ء میں "ماشومی" کی پہلی کابینہ کے وزیرِ اعظم بنے۔ یہ تجدید پسند' پارلیمانی گروپ رفتہ رفتہ پوری پارٹی پر حاوی ہو گیا اور ناصر "ماشومی" کے صدر منتخب ہوئے۔

انڈونیشیا 28 دسمبر 1949ء کو آزاد ہوا۔ پہلے عام انتخابات 1955ء میں ہوئے تھے' جس میں چار سیاسی جماعتیں یکساں قوت کے ساتھ کامیاب ہوئی تھیں۔ ان میں دو جماعتیں ماشومی اور نہضۃ العلماء انڈونیشیا کو اسلامی مملکت بنانے کی حامی تھیں۔ نہضۃ العلماء کے اثرات جاوا میں جو ملک کا سب سے کثیر الآباد جزیرہ ہے' بہت گہرے تھے اور باقی جزیروں میں ماشومی کے اثرات تھے۔ لیکن جب 1958ء میں صدر سوکارنو کے آمرانہ طرزِ عمل کے خلاف ساترا اور دوسرے جزیروں کے فوجی کمانڈروں نے بغاوت کی تو ماشومی پارٹی باغیوں کی حمایت کے الزام میں توڑ دی گئی' اور اس کے رہنما' جن میں محمد ناصر بھی شامل تھے' جیلوں میں بند کر دیئے گئے۔ دراصل نظریاتی اختلاف کے باعث محمد ناصر اور سوکارنو میں کبھی ہم آہنگی قائم نہ ہو سکی۔ 1951ء میں جب محمد ناصر وزیرِ اعظم بنے تھے' اُس وقت بھی صدر سوکارنو نے اُن کی اسلام پسندی کو ناکام بنانے میں ہر ممکن حربہ اختیار کیا۔ ڈاکٹر ناصر وزارتِ عظمیٰ سے دست بردار ہو گئے اور انہوں نے ڈاکٹر سوکارنو کے نظریات پر کھل کر تنقید کی اور نوبت خانہ جنگی تک پہنچ گئی۔

ڈاکٹر محمد ناصر اسلامی نظام کے علم بردار ہیں۔ انگریزی' ولندیزی' عربی اور انڈونیشی زبانوں کے فاضل ہیں۔ اسلامی فلسفے کے بلند پایہ عالم ہیں اور جدید علوم پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ترکی' مصر اور ہندوستان کی اسلامی احیائی تحریکوں اور اُن کے رہنماؤں کا ان پر کافی اثر ہے۔ وہ علامہ اقبال کے نظریات سے بہت متاثر ہیں۔ انہوں نے اقبال کے بعض کلام کا انگریزی سے انڈونیشی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اُن کی سب سے مشہور کتاب ''اسلامی ثقافت'' ہے۔ انہوں نے ''دیوانِ دعوت'' کے نام سے جکارتہ میں ایک تبلیغی مجلس قائم کی ہے۔ یہ ایک علمی' دینی اور اشاعتی ادارہ ہے' جس کی طرف سے اسلامی لٹریچر شائع کیا جاتا ہے۔ ''شاہ فیصل فاؤنڈیشن'' نے ڈاکٹر ناصر کی اسلامی خدمات کا اعتراف 1980ء کے اوائل میں اُن کو اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کو مشترکہ طور پر ''شاہ فیصل ایوارڈ'' دے کر کیا۔

محمد ظفر الدین

احیائی تحریک کے رہنماؤں میں ڈاکٹر محمد ناصر کے بعد سب سے اہم شخصیت محمد ظفر الدین ہیں۔ وہ 1911ء میں پیدا ہوئے۔ وہ اقتصادیات اور مالیات کے ماہر ہیں۔ محمد ناصر کے ہم خیال اور رفیق کار رہے ہیں۔ ان کی کابینہ میں مالیات اور خزانے کے وزیر بنے۔ شہریر اور ہتا کی وزارتوں میں بھی وزیر خزانہ تھے۔ جنگ آزادی میں جب ولندیزی حکومت نے سوکارنو' ہتا' محمد ناصر اور دوسرے رہنماؤں کو گرفتار کرلیا تو ظفر الدین نے سماترا میں جمہوریہ کی عارضی حکومت قائم کر کے تحریک آزادی کو جاری رکھا۔ حصولِ اقتدار کے لیے قوم پرست رہنماؤں نے جب کمیونسٹوں سے اتحاد کرلیا تو ظفر الدین نے اس کی شدید مخالفت کی اور کمیونسٹوں کو حکومت سے نکالنے اور جمہوریت کو بحال کرنے کے لئے 1958ء میں سماترا میں جب بغاوت ہوئی اور انقلابی حکومت قائم کی گئی تو ظفر الدین اس کے وزیر اعظم بنائے گئے۔

ظفر الدین اسلام کے معاشی اصولوں کی اساس پر اسلامی نظام معیشت قائم کرنے کے حامی ہیں۔ 1948ء میں انہوں نے ایک کتاب ''ہمارا سیاسی انقلاب'' لکھی۔ اس تصنیف میں اسلامی مملکت' انقلاب کے مقاصد اور اشتراکیت کے بارے میں اپنے خیالات پیش کئے۔ چنانچہ انہوں نے یہ واضح کیا کہ انڈونیشیا کو مارکسی اشتراکیت کی ضرورت نہیں جو طبقاتی کشمکش پیدا کرتی اور انفرادیت کو بالکل مٹا دیتی ہے۔ اشتراکیت استعمار ہے اور صرف وہی مسلمان اس کی حمایت کرسکتے ہیں جو اسلام کے بنیادی مقاصد سے بے خبر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اسلام ہی وہ بنیاد ہے جس پر جدید انڈونیشی معاشرے کی تعمیر ہونی چاہئے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارا سیاسی نظام بھی مذہب پر مبنی ہو' اور ان ہی مقاصد کی تکمیل کے لیے اسلامی مملکت کا قیام ہمارا پہلا اور بنیادی مقصد ہے۔

محمد روم

''ماشومی'' کے تجدید پسند رہنماؤں میں محمد روم کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ 1908ء میں وسطی جاوا میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد قانون کے پروفیسر بنے۔ ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ''شرکتِ اسلام'' میں شامل ہونے کے بعد ہوا۔ انہوں نے بہت جلد پارٹی کے نوجوان رہنماؤں میں امتیازی حیثیت حاصل کر لی۔ وہ ہمیشہ اعتدال پسند رہے۔ جب ولندیزیوں سے تعاون اور عدمِ تعاون کے مسئلے پر ''شرکتِ اسلام'' میں اندرونی کشمکش شروع ہوئی تو انہوں نے آغوس سالم کا ساتھ دیا اور اُن کی قائم کردہ نئی پارٹی کی مجلس عاملہ کے رکن بنے۔

محمد روم نے اسلامی نظریات و تعلیمات کی اشاعت کے لیے ولندیزی زبان میں ایک رسالہ جاری کیا اور اسلامی تجارتی انجمنوں کو منظم کیا۔ حصولِ آزادی کے بعد ''ماشومی'' میں شامل ہو گئے۔ شہریر اور ہتا کی وزارتوں میں وزیر داخلہ ہوئے۔ جنگ آزادی کے دوران میں ولندیزیوں سے گفت و شنید کے لیے جو انڈونیشی وفد بنائے گئے' محمد روم نے ان کی قیادت کی۔ ''معاہدہ روم برویان'' کے بعد انہوں نے سیاسی تنازعات طے کرانے میں مہارت اور اصابتِ رائے کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کر لی۔ چنانچہ وہ ہالینڈ میں انڈونیشیا کے سفیر بنائے گئے۔ محمد ناصر کی وزارت میں وزیر خارجہ ہوئے۔ محمد روم بڑے حقیقت پسند اور روشن خیال سیاستدان ہیں اور تجدیدی تحریک کے ایک بااثر رہنما تصور کیے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ابو حنیفہ

ماشومی کے تجدید پسند رہنماؤں میں ڈاکٹر ابوحنیفہ بھی بہت ممتاز ہیں۔ جمعیت المحمدیہ کے قائد اور بڑے روشن خیال عالم ہیں۔ اسلامی علوم کے علاوہ انہوں نے یورپ میں جدید تعلیم بھی حاصل کی۔ مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح اور تعلیمی ترقی کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آزادی کے بعد جب ''جمعیت'' ماشومی میں شامل ہوگئی تو ابوحنیفہ نے اس جماعت میں بھی امتیازی حیثیت حاصل کر لی۔ حاجی احمد دحلان اور حاجی منصور کے بعد ابوحنیفہ ''جمعیت'' کے قائد ہوئے۔ وہ انڈونیشیا کے سب سے بڑے ماہر تعلیم سمجھے جاتے ہیں۔ وزیر اعظم ہتا کی کابینہ میں وزیر تعلیم تھے۔ ابوحنیفہ کے خیال میں مسلمان اُسی وقت ترقی کر سکتے ہیں جب وہ قرآن کو اساس بنا کر ایسا نظامِ حیات مرتب کریں جو اُن کی اجتماعی زندگی کے عصرِ حاضر کے جدید تقاضوں سے بھی ہم آہنگ ہو۔ اور سیاست' معیشت اور معاشرت ہر شعبۂ حیات میں اصلاح و ترقی کا ضامن ہو۔ چنانچہ وہ اسلامی مملکت قائم کرنے کے بڑے حامی ہیں۔ اسلام اور اسلامی معاشرے کو غیر اسلامی اثرات سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ معاشی نظام کو منصفانہ اور معتدل بنانے کے لیے نفاذِ اسلام کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ تعلیمی نظام میں جدید سائنسی علوم کو یکساں اور مناسب اہمیت دے کر اسے دینی اور ملی مقاصد کے حصول کا مؤثر اور مفید ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ اسلامی نظام کے احیاء اور تعلیم کی تنظیم نو کے لئے ابوحنیفہ نے قابلِ قدر کام کیا ہے۔

(انڈونیشیا کے مذکورہ' احیائی تحریک سے وابستہ اسلام پسند رہنماؤں کے بارے میں قیاس کہتا ہے کہ وہ وفات پا گئے ہوں گے' لیکن راقم السطور ان کی تاریخ وفات سے آگاہ نہ ہوسکا۔ جب بھی کامیابی ہوئی' ندائے خلافت کے قارئین کو ضرور مطلع کیا جائے گا۔)

اہم شخصیات کے علاوہ اہم اداروں کا بھی ذکر ہونا چاہئے جو ''ماشومی'' نے اسلام کی تجدید و احیاء کے مقصد سے قائم کئے۔ اُن کا ذکر آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

بقیہ: کارٹون: ''تمغۂ اعظم''

حسرت بھری اور ادھ کھلی آنکھیں جیسے کہہ رہی ہوں۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

یہ شکوہ اپنی جگہ' مگر ہم دوستی کے اس لازوال رشتے کو ایسے گلے شکوؤں پر قربان نہیں کرسکتے اور اسی خصوصیت کی بناء پر ہمارے بہترین دوست اور بااعتماد ساتھی امریکا نے ہماری اس بے مثال دوستی' اعلیٰ ترین خدمات اور ناقابل یقین حد تک وفاداری کے بدلے میں اپنے مذہب کے حوالے سے متبرک و مبارک مخلوق ''کتے'' کے نام سے ہمیں اعلیٰ ترین اعزاز سے نوازا۔ ممکن ہے کہ کتے کی تصویر والا یہ ''تمغۂ اعظم'' جس پر پاکستان کندہ ہے' اب تک ہمارے حکمرانوں کو موصول ہو چکا ہو۔ لہٰذا پوری قوم یہ تمغۂ اعظم ان کے سینے پر سجا دیکھنے کی آرزومند ہے!

(بشکریہ: روزنامہ ''دن'' لاہور' 17 مئی 2005ء)

ضرورت رشتہ

☆23 سالہ' اردو سپیکنگ' بی اے' بی ایڈ' قرآن اکیڈمی سے ایک سالہ کورس کی ہوئی بیٹی کے لئے رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: حلقہ خواتین: 0300-4470866

انٹرویو

’’نفاذ شریعت کا مطالبہ اسلام آباد کی حکمرانی سے مشروط نہیں‘‘

بے نظیر‘ نواز شریف اور پرویز مشرف جیسے نام نہاد سیکولر لوگوں سے امریکہ کو کوئی خطرہ نہیں

اسلامی ریاست میں نظامِ خلافت کی اہمیت اور اُمت مسلمہ کو پیش آمدہ تازہ مشکلات کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا ایک مفصل اور طویل انٹرویو لیہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ’’صبح پاکستان‘‘ کی اشاعت بابت 15 مئی 2005ء میں شائع ہوا تھا۔ یہاں اس انٹرویو کے منتخب حصے جریدے کے ایڈیٹر ان چیف جناب اور انٹرویو نگار انجم صحرائی کے شکریے کے ساتھ نقل کیے جا رہے ہیں۔

سوال (صبح پاکستان) : تنظیم اسلامی نظام خلافت کی داعی ایک منفرد جماعت ہے جس کی اساس بیعت پر ہے آج جب کہ پاکستان سمیت دنیا بھر میں کیپٹلزم اور ڈیموکریسی کا غلبہ ہے آپ نظام خلافت کیسے لائیں گے۔ اس انقلاب کے کیا ذرائع ہوں گے؟

جواب (حافظ عاکف سعید) : کیپٹلزم اور ڈیموکریسی یہ تو ایک ہی نظام کے دو پہلو ہیں۔ رہی نظام خلافت کے قیام کی بات تو ظاہر ہے کہ یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جس ملک میں رہتے ہیں جس جگہ وہ رہتے ہیں وہ نظام خلافت کو قائم کریں۔ نظام خلافت کے قیام کے لیے راہنمائی ہمیں سیرت محمدؐ اور اسوہ رسولؐ سے حاصل کرنی ہے۔ آپؐ نے بھی پہلے اس معاشرہ میں دین کو قائم کیا تھا جہاں اللہ کا نام لیوا کوئی نہیں تھا۔ زندگی کے ہر گوشہ کے لیے جو دینی راہنمائی ملتی ہے وہ ہمیں اسوہ رسولؐ میں ملتی ہے یہ کام جو حضور ﷺ نے کیا اسی مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے جو اسوہ ہمیں سیرت سے ملتا ہے اس کو ہم نے منہج انقلاب نبوی کا نام دیا۔ آنحضور ﷺ نے جس طور سے محنت کی تھی نظام خلافت کے قیام کے لیے اسی طور سے ہمیں بھی محنت کرنا ہے۔ یعنی پہلے توحید کی دعوت دی جائے‘ قرآن کا پیغام عام کیا جائے۔ مسلمانوں میں دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا شعور پیدا کیا جائے تاکہ وہ جمع ہوں اور پھر انہیں تنظیم کی شکل دی جائے۔ ان کی تربیت اس نہج سے کی جائے جیسا کہ اسلامی انقلابی جماعت کے لیے ہوتی ہے اور اس جدوجہد کے لیے ہمیں اصول ملیں گے اسوہ رسول ﷺ سے۔ ان کو اختیار کرتے ہوئے جب جماعت اتنی مضبوط ہو جائے کہ وہ وقت کے باطل نظام کو چیلنج کر سکے تو پھر وہ اقدام کرے گی۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے بھی کیا۔ ہم نے تو ساری راہنمائی سیرتؐ سے اخذ کی ہے۔

آپ کو تو معلوم بھی ہے کہ یہ ملک ہم نے کیوں حاصل کیا تھا؟ قائداعظم کے بیسیوں بیانات ہیں آپ پڑھ لیجئے جن میں انہوں نے کہا کہ پاکستان اس لیے چاہئے کہ مسلمان اپنے اصولوں کے مطابق ایک معاشرہ تشکیل دے سکیں۔ وہ اپنے اصول کون سے ہیں؟ اس کی وضاحت تو وہ خود کرتے ہیں ’’ہمارا آئین آج سے چودہ سو سال پہلے سے موجود ہے۔‘‘ قرآن مجید ہمارا آئین ہے‘ ہمارا دستور ہے۔ اسی قرآن کی بناء پر ایک معاشرہ کی تشکیل۔ پاکستان بنا ہی اس لیے تھا مگر افسوس ہم نے اس وعدے سے انحراف کیا جس کا نتیجہ ہم بھگت رہے ہیں کہ وہ آزادی اب ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ اب ہم عملاً محکوم ہیں امریکہ کے۔

سوال (صبح پاکستان) : تنظیم اسلامی کی ورکنگ کا جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت سے کس طرح موازنہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب (حافظ عاکف سعید) : دیکھئے تنظیم اسلامی ایک معنی میں جماعت اسلامی کا ہی تسلسل ہے۔ جماعت اسلامی اس لیے کھڑی ہوئی تھی کہ شہادت حق کا وہ کام جو امت نہیں کر رہی‘ جو اس امت کا فرض منصبی ہے اور اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کی وہ جدوجہد جو ہمارا فریضہ ہے جسے ہم بھولے ہوئے ہیں‘ اسی فریضہ کی ادائیگی کے لیے جماعت اسلامی بنی تھی اور یہی AIM بنیادی طور پر تنظیم اسلامی کا بھی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں جماعتوں میں فرق کیا ہے؟ ہم نے یہ کہا کہ جن صحیح خطوط پر جماعت اسلامی قائم ہوئی تھی اس کا سفر 1939ء سے شروع ہو کر 1951ء تک انہی لائنوں پر رہا لیکن بعد میں وہ ایک نیا موڑ مڑ گئے افراد کی تعلیم و تربیت اور ایمان کی آبیاری کی بجائے انتخابی سیاست کو اپنا محور قرار دے لیا۔ موڑ کوئی بھی تحریک مڑ سکتی ہے لیکن کچھ عرصہ اس نئے راستے پر چلنے کے بعد اسے دیکھنا چاہئے۔ اسے تجزیہ کرنا چاہئے کہ ہم نے جو فیصلہ کیا تھا‘ جو نئی پالیسی ترتیب دی تھی اس کے کیا نتائج نکلے اور پھر اس تجزیہ کی روشنی میں اپنے آپ کو درست کرنا چاہئے، صحیح سمت کا تعین کرنا چاہئے۔ لیکن جماعت اسلامی نے یہ نہیں کیا تو اس اختلاف کے سبب کچھ اہم لوگ جماعت سے الگ ہوئے۔ الگ ہونے والے لوگوں میں جماعت اسلامی کی قیادت کے صف دوم کے اکثر لوگ شریک تھے۔ انہوں نے یہ تنظیم اسلامی قائم کی۔ تنظیم اسلامی کی قرارداد تاسیس جو مرتب ہوئی یہ انہی بزرگ اور سینئر لوگوں کے غور و خوض کا نتیجہ تھی۔ اگرچہ بعد میں بعض اسباب کے باعث اُس وقت یہ تنظیم نہ چل سکی تو پھر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے 1975ء میں اکیلے تنظیم اسلامی کو لے کر سفر کا آغاز کیا۔

تبلیغی جماعت ایک اور انداز سے اٹھی تھی‘ اس کا موقف بالکل جدا اور مختلف ہے۔ اگر آپ نے اس کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مولانا الیاسؒ بڑے مخلص دردمند مسلمان تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ دہلی میں آس پاس کے گاؤں سے جو لوگ آتے ہیں خاص طور پر میوات سے‘ وہ مسلمان تو ہیں مگر ان کا اسلام ان کے نام تک محدود ہے۔ نہ تو انہیں نماز پڑھنے کا طریقہ آتا ہے نہ وہ صحیح وضو کرنا جانتے ہیں نہ انہیں دین کی کچھ سمجھ ہے بلکہ کلمہ تک صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ صرف انہیں اتنا پتہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں‘ کبھی کسی صوفی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اب مسلمان ہیں۔ مولانا کو مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر بڑی تشویش ہوتی تھی انہوں نے سوچا کہ انہیں کیسے دین کی تعلیم دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن میں ایک نظام ڈالا اور

انہوں نے اس پر عمل کیا۔ دہلی کے گردونواح سے جو مسلمان مزدور آتے وہ انہیں کہتے کہ تم مزدوری کی کتنی دیہاڑی لیتے ہو۔ آؤ میں تمہیں دیہاڑی دوں گا تم میرے ساتھ دین کی تعلیم حاصل کرو۔ وہ انہیں دینی تعلیم سکھاتے اور پھر انہیں لے جا کر ان کے علاقوں میں دوسرے لوگوں کو بھی دین پہنچانے کا ذریعہ بناتے۔ یہ ایک سرکل چلایا انہوں نے۔ بنیادی طور پر تبلیغی جماعت مسلمانوں میں کلمے کی تعلیم' ان کو دین کا شعور' نماز روزے کا صحیح طریقہ بتانے کے لیے وجود میں آئی اور یہ کام بہت اچھے طریقہ سے وہ اب بھی کر رہے ہیں لیکن اگر ان سے بات کی جائے تو ان میں بہت سے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جو کام کر رہے ہیں یہ غلبہ دین ہی کا کام ہے۔ جب لوگ خود تبدیل ہو جائیں گے اور پورا معاشرہ بدل جائے گا تو اس کے نتیجے میں اسلامی نظام خود بخود آ جائے گا۔ ایک حد تک ان کی یہ بات درست ہے لیکن جب ہم اس زاویہ نگاہ سے اِس جماعت کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں وہاں بڑے بڑے خلا بھی نظر آتے ہیں۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے دعوت کی بنیاد بنایا تھا قرآن مجید کو۔ تذکیر فرمائی تو قرآن کے ذریعے' انذار کیا تو قرآن کے ذریعے' تبشیر فرمائی تو قرآن کے توسط سے' وعظ کیا تو قرآن کی بنیاد پر' خود قرآن کہتا ہے کہ اسلام کا آلہ انقلاب قرآن مجید ہی ہے۔ قرآن مجید اصل میں دل کے اندر سے ایمان کو پیدا کرنے کا موثر ذریعہ ہے لیکن اس تحریک میں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کو وہ مقام نہیں دیا گیا۔ یہاں دعوت کی بنیاد قرآن نہیں ہے۔ یہ دعوت اسی پہلو سے نبی ﷺ کے طریقہ سے مختلف نظر آتی ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ یہ جماعت کلمہ کی تعلیم اور دین کے فرائض کی بنیادی باتیں سکھانے کا فریضہ انجام دے رہی ہے تو یہ زیادہ درست اور صحیح بات ہے پھر یہ کہ یہ جو شہادت حق ہے ایک اسلامی معاشرہ میں۔ اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بہت اہمیت ہے۔ قرآن مجید میں ان دونوں موضوعات کا ہمیشہ ساتھ ساتھ ذکر آیا ہے لیکن تبلیغی جماعت کی عملی پالیسی ہے یہ ہے صرف معروف کا حکم دو۔ تلقین کرو نیکیوں کی' فضائل بتاؤ' میٹھا وعظ کہو' منکرات کے خلاف ابھی کوئی بات نہ کرو' ان پر زور نہ ڈالو۔ اگر معاملہ صرف یہ ہوتا کہ اقامت دین کے بہت سے مختلف طریقے ہیں اور ان مختلف طریقوں میں یہ بھی ایک طریقہ ہے جسے اختیار کر لیا تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ واضح طور پر مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ امر بالمعروف کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کا بھی فریضہ ادا کریں۔ قرآن مجید میں بار بار اس کی تاکید آئی ہے کہ یہ دونوں فرائض لازم و ملزوم ہیں بلکہ مسلم معاشرے میں تو نہی عن المنکر کی اہمیت زیادہ ہے۔ امر بالمعروف کو نہی عن المنکر سے جدا کر دینا ایک بہت بڑا خلاء ہے اس کے اندر۔ باقی دین کا یہ تصور کہ دین اپنا غلبہ چاہتا ہے' یہ صرف نماز روزے کا دین نہیں' اگرچہ یقیناً بنیاد یہی ایمان اور توحید ہے اور بلاشبہ نماز' روزہ ارکان اسلام میں سے ہیں' لیکن اسی مسلمانوں پر یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ غیرت دینی اور توحید کا تقاضا یہ ہے کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام بھی قائم ہو۔ اس کے لیے جذبہ پیدا کرنا' اسے اپنا ٹارگٹ بنانا' یہ بات وہاں اس طور سے نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ایک انقلابی جماعت اگر لاکھوں کی تعداد میں پہنچ جائے تو معاشرے پر اپنا واضح اثر رکھتی ہے' لیکن جو جماعتیں صرف تبلیغی ہوتی ہیں ان کا معاشرے پر AS A WHOLE کوئی اثر نہیں ہوتا خواہ تعداد لاکھوں تک ہو جائے۔

سوال (صبح پاکستان): صوبہ سرحد میں اس وقت ایم ایم اے کی حکومت ہے۔ ایم ایم اے اس ملک میں اسلامی نظام کی داعی ہے۔ وطن عزیز میں آپ کی جماعت سمیت بہت سی مذہبی جماعتیں اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کر رہی ہیں لیکن آج صوبہ سرحد میں ایم ایم اے حکومت کو بہت سے مشکلات کا سامنا ہے۔ صوبہ سرحد میں اسلامی نظام کے قیام کے حوالہ سے ایم ایم اے کا کہنا ہے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے انہیں خاصی مشکلات کا سامنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی جماعت سمیت دیگر مذہبی جماعتیں اس مرحلہ پر صوبہ سرحد میں ایم ایم اے حکومت کی سپورٹ کرتیں تو کیا وہاں اسلامی نظام کے مکمل طور پر Inforce ہونے کا عمل تکمیل نہ پاجاتا؟

جواب (حافظ عاکف سعید): دیکھئے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ بغیر پاور کے Inforce نہیں کر سکتے اور اسلامی نظام قائم نہیں کر سکتے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہمیں اس سے پورا اتفاق ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ پاور کا استعمال اور پاور کے اظہار کا طریقہ کیا انقلاب ہے؟ میں آپ کو مثال دوں گا تو بات سمجھ میں آ جائے گی۔ یہ جو ایم ایم اے بنی ہے اس میں ہم بھی شریک تھے جب یہ جماعتیں دفاع افغانستان پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم پر اکٹھی ہوئی تھیں۔ تنظیم اسلامی بھی اس کونسل کی ایک اہم متحرک رکن تھی لیکن جس وقت سقوط قندھار ہوا تو کونسل کا ایک اجلاس ہوا۔ یہ اجلاس اس پس منظر میں ہو رہا تھا کہ حقیقت سب کے سامنے آ چکی تھی کہ امریکہ سقوط قندھار کے بعد آگے بڑھتے ہوئے افغانستان اور پھر پاکستان میں ہمارے سر پر سوار ہوگا۔ ان دنوں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب (بانی تنظیم اسلامی) علیل تھے وہ اس اجلاس میں تو شریک نہیں ہوئے لیکن انہوں نے اپنے بیان میں تجویز پیش کی کہ یہ تمام دینی جماعتیں جو اگرچہ منفی بنیاد پر اکٹھی ہوئی ہیں۔ منفی اس معنوں میں کہ امریکہ کے خوف اور ڈر نے انہیں اکٹھا کیا ہے۔ مثبت طور پر یہ اکٹھ اللہ کے دین کے غلبہ کے اعلیٰ کاز کے لیے ہونا چاہیے تھا لیکن مذہبی جماعتوں کا یہ اتحاد امریکہ کے خوف کی نیگیٹو سوچ کے ساتھ بنا تھا۔ اس سے قطع نظر کہ مذہبی جماعتوں کے اتحاد کی کیا وجوہات تھیں' یہ امر خوش آئند تھا کہ چلو یہ مذہبی سیاسی قوتیں اکٹھی تو ہوئیں۔ لہٰذا اب انہیں مل جل کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ پریشر گروپ کی شکل میں' دفاع اسلام محاذ بنا کر نفاذ شریعت کی مہم چلانی چاہیے۔ اسے ہم انقلابی احتجاجی جدوجہد کہتے ہیں' جماعت اسلامی نے ابتداء میں اسی طریقہ سے کام کیا۔ ایک پریشر گروپ کے طور پر جب وہ سامنے آئی تو اس نے قرارداد مقاصد منظور کرائی۔ جماعت اسلامی دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے عوامی دباؤ کے ذریعہ سے بے نظیر حکومت کو گرایا تھا۔ دھرنا دیا تھا۔ قاضی صاحب نے بھی سختی برداشت کی تھی۔ اگر آپ عوامی دباؤ کے ساتھ دھرنا دے کر حکومت کو گرا سکتے ہیں تو اس ملک میں نفاذ شریعت کا کام اس طریقہ سے کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تمام دینی جماعتیں اگر وہ دفاع اسلام محاذ بنا کر ایک پریشر گروپ تشکیل دے کر یہ مطالبہ کرتے کہ ہمیں حکومت نہیں چاہیے' شریعت نافذ کرو' سود ختم کرو تو ہم ان کے ساتھ بھرپور طور پر شریک ہوتے۔ یہ راستہ ہے جو ہم بتا رہے ہیں ایک عرصہ سے۔ یہ بات صحیح ہے کہ جب تک وفاقی حکومت بھی اسلامی نہ ہو ایم ایم اے کی حکومت سرحد میں اس حوالے سے بالکل بے اثر ہے۔ اسی لیے وہاں کچھ نہیں ہو سکتا اگر یہی طاقت سارے جمع ہو کر ایک پریشر گروپ کی شکل میں چند لاکھ افراد جمع ہو کر گولیاں کھانے اور لاٹھیاں کھانے کے لیے تیار ہوتے' دھرنا دیتے' سسٹم کو بلاک کرتے اور مطالبہ کرتے شریعت کے نفاذ کا۔ تب لوگ بھی سمجھتے کہ یہ لوگ مخلص ہیں۔ آپ دیکھتے کہ اس ملک میں جتنے بھی اسلام پسند طبقات ہیں سب کے سب ان کے ساتھ ہوتے۔ یہ طریقہ ہے انقلاب اسلامی کا جو ہم تجویز کرتے آ رہے ہیں۔ یہی طریقہ موثر ہے۔

سوال (صبح پاکستان): تنظیم اسلامی خلافت کی داعی ہے۔ خلافت کا قیام ظاہر ہے کہ ایک سیاسی عمل ہوگا لیکن آپ اپنے کارکنوں کو سیاسی پراسس سے دور رکھتے ہیں انہیں یہ علم ہی نہیں کہ عملی احتجاج اور انقلاب کے تقاضے کیا ہیں۔ اگر وہ احتجاجی انقلابی جدوجہد کریں گے تو انہیں ریاست کے کن رویوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تنظیم اسلامی کے سامنے اقدام کا مرحلہ آ جائے تو کیا آپ کے کارکن جدوجہد کے اس فائنل راؤنڈ کے لیے تیار ہیں؟

جواب (حافظ عاکف سعید): پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نظام خلافت کے داعی ضرور ہیں لیکن ہم نظام خلافت کی جو تشریح کر رہے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا ہے؟ ملک میں قرآن وسنت کی بالادستی اور شریعت کا نفاذ نظام خلافت

ہے۔ ہمارا ہرگز یہ دعویٰ اور مدعا نہیں کہ یہ صرف ہمارے ہاتھوں سے ہوسکتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ہی برسراقتدار آکر اور حکومت حاصل کر کے یہ نظام قائم کر سکتے ہیں۔ ہمارا تو یہ مطالبہ ہے ارباب اقتدار سے' ہم تو چاہتے ہیں کہ جو بھی حکومت میں بیٹھے ہیں وہی یہ کام کریں۔ ہم اس مطالبے کو منوانے کے لیے جدوجہد کریں گے۔ اگر حکومت ہمارا مطالبہ تسلیم نہیں کرتی تو ہم ایک پریشر گروپ کے طور پر ان کے پیچھے پڑ کر ان سے نفاذ شریعت کا یہ مطالبہ منوائیں گے اگر ایک مرتبہ یہ تسلیم کرلیا جاتا ہے کہ ملک میں قرآن وسنت کی بالادستی ہوگی' حاکمیت اللہ کی ہوگی اور کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں بن سکے گا تو یہی ہماری جدوجہد کا ابتدائی حاصل ہوگا۔ بنیادی طور پر یہی نظام خلافت ہے یعنی قانون اللہ کا اور نافذ کرنے والا انسان دنیا میں۔ یہی خلافت ہے۔

دوسری بات جو آپ نے کی کارکنوں کی ٹریننگ کی انقلابی احتجاجی جدوجہد کے حوالے سے کی ہے۔ اگرچہ نظام کو چلانے یا سیاست کے حوالے سے تو واقعی ہم نے تربیت نہیں دی' لیکن میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ اسی دور میں جب افغانستان میں حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں آئی جو یونیورسٹیوں اور کالجوں کے سرے سے پڑھے ہوئے تھے ہی نہیں' انہیں خبر ہی نہیں تھی کہ سیاست کیا ہوتی ہے' معاشیات کسے کہتے ہیں' انٹرنیشنل ریلیشن کس بلا کا نام ہے' سول سروسز کی ٹریننگ کے تقاضے کیا ہیں؟ وہ ان میں سے کسی شے سے بھی واقف نہیں تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اقتدار دیا اور انہوں نے شریعت کو نافذ کیا' اخلاص نیت کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نظام کو چلانے کے لیے راہنمائی بھی کی اور سمجھ بوجھ بھی عطا کی۔ یہ بات صرف میں نہیں کہہ رہا۔ میں گواہی دوں گا اس بارے ایک تو فرزند اقبال' ڈاکٹر جاوید اقبال کی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے نظریات سے ہم سب واقف ہیں جتنی حد تک وہ لبرل اور سیکولر مائنڈ ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔ ملائیت اور تقلید جامد کے سخت خلاف ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے طالبان کے دور میں وزٹ کیا تھا افغانستان کا' کابل تک گئے تھے۔ ان کی زبان سے میں نے ان کے تاثرات سنے' انہوں نے جو بیان دیا تھا وہ یہ تھا کہ ''طالبان نے افغانستان میں جو اسلامی نظام قائم کر کے دکھا دیا ہے' اگر دو چار اور اسلامی ممالک میں یہ نظام قائم ہو جائے تو پوری دنیا مسلمان ہو جائے گی''۔ یہ گواہی کس کی ہے؟ ڈاکٹر جاوید اقبال جیسے لبرل اور سیکولر ذہن رکھنے والے دانشور کی رائے ہے۔

ایک اور گواہی کے بارے آپ کو سناتا ہوں اور یہ گواہی بھی میں نے اپنے کانوں سے سنی۔ جب ہم دورہ افغانستان کے دوران قندھار سے کابل گئے تو وہاں ہماری ملاقات پاکستان کے سفیر سے ہوئی۔ جن کا نام ایوب درانی تھا' وہ چارسدہ کے رہنے والے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں ان کو دیکھ کر ایک دفعہ چونکا تھا۔ چونکہ ہم نے اپنے دورہ افغانستان کے دوران گزشتہ دس دنوں میں کسی شخص کو بغیر داڑھی کے نہیں دیکھا تھا۔ اس سارے عرصے میں وہ پہلے کلین شیو تھے جن سے میں ملا لیکن بہت مثبت سوچ رکھنے والے ذہین انسان تھے۔ وہ اس سارے ماحول میں بڑے عجیب اور اجنبی سے لگے۔ ان سے گفتگو کا موقع ملا۔ طالبان کے طرز حکومت کی بات ہوئی تو انہوں نے طالبان کے حسن انتظام اور انتظامی صلاحیتوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ گو ان لوگوں نے کسی سول سروسز اکیڈمی میں تعلیم حاصل نہیں کی لیکن جتنا اچھا نظام یہ لوگ چلا رہے ہیں ہم پاکستان میں نہیں چلا سکے۔ مزید فرمایا۔ اگرچہ ان لوگوں

ڈاکٹر جاوید اقبال نے گواہی دی کہ طالبان نے افغانستان میں اسلامی نظام قائم کر کے دکھا دیا ہے

کے پاس فوجی ٹریننگ کا کوئی انتظام نہیں جیسے پاکستانی فوج کا انتظام ہے لیکن یہ ہم سے زیادہ بہتر فائیٹر اور پلانر ہیں۔ یہ گواہیاں ہیں۔ یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ اس دور میں طالبان کے ہاتھوں بڑے معجزے ہوئے جنہیں کچھ نہیں پتا تھا دنیا کا۔ جنھوں نے سکول اور کالج کی بھی شکل نہیں دیکھی تھی۔

سوال (صبح پاکستان): انقلاب کی جدوجہد عوامی شراکت کے بغیر نامکمل رہے گی اس عوامی فکر اور شعور کی بیداری کے لیے آپ نے کیا لائحہ عمل طے کیا ہے؟

جواب (حافظ عاکف سعید): لوگوں میں انقلاب کا شعور پیدا کرنے اور لوگوں کا ذہن بنانے کے بارے آنحضورﷺ کا جو انقلابی طریقہ کار تھا اس کا میں آپ سے ذکر کر چکا ہوں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ انقلاب کے لیے اکثریت کا ذہن کبھی نہیں بنا کرتا۔ لیکن اگر کسی انقلابی جماعت میں آبادی کے اعتبار سے ایک قابل لحاظ تعداد جمع ہو جائے تو وہ جماعت انقلاب کے لیے اقدام کر گزرتی ہے۔ یہ جو تبلیغی جماعت کا فلسفہ ہے کہ جب سب لوگ جنہیں دین کی دعوت دی جا رہی ہے دین پر عمل پیرا ہو جائیں گے تو اسلام خود آ جائے گا۔ یہ بات اپنی جگہ معقول نظر آتی ہے لیکن سیرت رسولﷺ سے اُس کی تائید نہیں ہوتی۔ دین کے غلبہ کے لیے ایک انقلابی جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھیے آنحضورﷺ نے جو انقلابی جماعت تیار کی تھی وہ تعداد میں بہت کم تھی۔ آنحضورﷺ نے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دی جب ایک جماعت بن گئی اور اس میں ایک اچھی خاصی تعداد جمع ہو گئی حق پرستوں کی تو پھر آپ نے اقدام کیا۔ آپ پورے عرب کی آبادی کے تناظر میں موازنہ کریں آنحضورﷺ کی اس انقلابی جماعت کا۔ وہ تعداد میں بہت کم تھی لیکن اس جماعت نے انقلاب برپا کر دیا۔ اسی نبویؐ طریقہ پر چل کر انقلاب اسلام کے لیے بننے والا پریشر گروپ چاہے اس میں چند لاکھ افراد ہی جمع' ہوں انقلاب برپا کر سکتا ہے۔

لیکن ان چند لاکھ افراد کو صحیح معنوں میں انقلابی جدوجہد کے لیے تربیت دینا' ان کے دلوں میں وہ جذبہ ایمان اور تقویٰ پیدا کرنا کہ جو بھی اسلامی انقلاب کے لیے اقدام کا عزم کرے وہ کم از کم سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنے گھر میں اسلامی احکام نافذ کرے پھر میدان میں آئے۔ ایسے جذبۂ تقویٰ اور انقلابی جدوجہد کا عزم رکھنے والے چند لاکھ افراد بھی اس پریشر گروپ میں جمع ہو جائیں تو یہ جماعت شریعت کے نفاذ کا مطالبہ منوانے کی پوزیشن میں آ سکتی ہے اور پھر اگلی بات یہ کہ ہمارا اصل مقصد نفاذ شریعت ہی ہو' نہ ہو کہ یہ پریشر گروپ شریعت کے نفاذ کو اسلام آباد کی حکمرانی سے مشروط کر دے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں یہاں پاکستان میں اسلامی انقلاب کے لیے ذہن سازی کرنے کے وسیع ذرائع حاصل ہیں۔ جس کے ذریعے ہم عوام کو ایجوکیٹ کر رہے ہیں مثلاً دروس قرآن کے حلقے ہیں' تقریریں بھی کرتے ہیں' کتابیں بھی شائع کرتے ہیں اور تقسیم کرنے کی بھی ہمیں اجازت ہے' ہم آڈیو ویڈیو اور سی ڈیز کے ذریعے بھی دعوت پھیلا رہے ہیں۔ الحمدللہ یہ سب کام کرنے کے مواقع ہمیں حاصل ہیں اور ہم ان ذرائع سے شریعت کا نفاذ جو ہماری اولین ترجیح ہے کے ٹارگٹ کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

سوال (صبح پاکستان): ہمارے ہاں امریکہ پر تنقید کرنا فیشن بن گیا ہے حالانکہ امریکہ وہی کرتا ہے جو اس کے انٹرسٹ اور مفاد میں ہوتا ہے اور ظاہر ہے اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم ہی اپنے مفاد اور انٹرسٹ میں وہ کچھ نہیں کرتے جو ہمیں کرنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ برصغیر خصوصاً پاکستان کے بارے امریکہ کا کیا ایجنڈا ہے؟ وہ ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس علاقے میں اس کی ترجیحات کیا ہیں؟

جواب (حافظ عاکف سعید): گو سوال تو چھوٹا سا ہے مگر جواب اس کا بہت وضاحت طلب ہے اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں امریکہ ویسے تو دنیا کی ایک سیاسی وفوجی قوت کا نام ہے لیکن اس وقت یہ سیاسی وفوجی قوت بدقسمتی سے

ابلیس اور ابلیسی نظام کو نافذ کرنے والی قوت بن چکی ہے جو اسلامی نظام کے بالکل مخالف ہے۔ یوں سمجھیے کہ اللہ کے خلاف جو سب سے بڑی بغاوت ہوسکتی ہے امریکہ اسی باغیانہ نظام کا علمبردار ہے۔ اور اس باطل نظام کو پوری دنیا میں رائج کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ جانتا ہے کہ اس ابلیسی نظام کی راہ میں اگر کوئی قوت مزاحم ہوسکتی ہے تو یہ عالم اسلام ہے۔ امریکہ کا ایجنڈا ہے کہ اس پورے کلچر، پورے نظام، سودی معیشت، بے حیا مادر پدر آزاد تہذیب کو پورے کرۂ ارض پر مسلط کردے، معاشرت اور حیا کا جنازہ نکال دیا جائے۔ امت مسلمہ پر سیکولر ڈیموکریسی کا غلبہ ہو تاکہ کوئی یہ نہ سوچے کہ قرآن و سنت کی تعلیمات کیا ہیں۔ 51 فیصد ووٹ جس تجویز کے حق میں آئیں وہ قانون بن جائے۔ خواہ قانون قرآن سنت اور مذہب و اخلاق سے بالکل متصادم ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ کا قانون، رسول کا قانون، نظام مصطفیٰ ﷺ کا خیال لوگوں کے ذہن سے ہی نکال دیا جائے۔ اس وقت ابلیس کے ایجنٹ ہماری معاشرت کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔ ایجوکیشن سسٹم میں وہ نقب لگا رہے ہیں۔ بالکل جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتے ہیں وہ اسلام کو اور اسلامی اقدار کو، اسلامی تصورات کو، ایمان، جہاد اور تقویٰ کے تصورات کو۔ یہ ہے وہ ابلیسی ایجنڈا جس کے پیچھے اصل قوت یہود کی ہے۔ علامہ اقبال نے سو سال پہلے کہا تھا کہ ''فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود کے شکنجے میں ہے'' آج امریکہ کی گردن یہود کے شکنجے میں ہے۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ یہود سب سے بڑا دشمن ہے مسلمانوں کا، عالم اسلام کا۔ یہ قرآن کی گواہی ہے اور یہی مسلمہ حقیقت ہے۔ یہود ابلیس کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہا ہے دنیا میں۔ یہ امریکہ کی سیاسی بالادستی کا مسئلہ نہیں، اصل میں یہ حق و باطل کا وہ آخری معرکہ ہے جو قیامت سے قبل برپا ہونا ہے۔ یہ شیطانی نظام کو طاقتور بنا کر اسلام کو جڑ سے اکھاڑنے کی سازش ہے۔
باقی رہا پاکستان کے بارے میں کیا ایجنڈا ہے امریکہ کا۔ ایجنڈا تو بہت واضح ہے یہود کا۔ ان کی ترجیحات میں پہلی ترجیح، پہلا نشانہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام ہے۔ اصل ٹارگٹ یہ ہے باقی کام ساتھ ساتھ وہ کر رہے ہیں۔ لیکن فورفرنٹ کے طور پر آگے آگے امریکہ ہے۔ یہود امریکہ کو آلہ کار بنا کر عالم اسلام کو تباہ کر رہا ہے۔ دیکھیں امریکہ نے عراق پر حملہ کیوں کیا؟ کوئی جواز نہیں۔ جھوٹ پر عمارت تعمیر کی ہے۔ سب جھوٹ ثابت ہوگیا ہے۔ اصل مقصد ہے گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کرنا۔ یہ یہود کا ایجنڈا ہے جسے امریکہ بہادر پورا کر رہا ہے۔ افغانستان پر حملہ کیوں کیا گیا؟ وہ بھی اسرائیل کو محفوظ و مامون رکھنے کے لیے۔ یہود کو سب سے بڑا خطرہ تھا مجاہدین سے، یہ جو نام نہاد سیکولر قسم کے لوگ ہیں نواز شریف، بے نظیر اور پرویز مشرف جیسے لوگ، ملک میں ایک بہت بڑا طبقہ ہے ان کا۔ ان سے نہ تو یہود کو خطرہ ہے اور نہ امریکہ کو۔ خطرہ تو انہیں اُن سے ہے جو واقعتاً خلوص سے چاہتے ہیں کہ رب کی دھرتی پہ رب کا نظام ہونا چاہیے۔ جو اللہ اکبر نعرہ لگاتے ہیں اس معنی میں کہ واقعی اللہ کو یہاں بڑا ہونا چاہیے۔ ماننا چاہیے اس کی کبریائی کو۔ ساری دشمنی تو اُن کی اِن حق پرستوں کے ساتھ ہے۔ یہود کو پتہ ہے کہ ہمارے دشمن کون ہیں۔ انہیں سب سے بڑا خطرہ پاکستان سے ہے یا پھر افغانستان کے جہادی مسلمانوں سے تھا۔ بقول علامہ اقبال ''ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں''۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد وہاں افغانستان میں شرع پیغمبر کی برکات ظاہر ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ اسی لیے ساری دنیا کی شیطانی قوتیں اکٹھی ہو کر آگئیں اس ذرا سی چھوٹی سی جو کونپل اسلام کی پھوٹی تھی، اسے مسمار کرنے کے لیے۔ دنیا کی سب سے کمزور اور مادی وسائل کے لحاظ سے ناتواں حکومت پر ساری دنیا کی عالمی طاقتیں چڑھ آئیں۔ اور ان کی ہمت دیکھیے کہ وہ پھر بھی سر جھکانے

> ہم بھی ایم ایم اے میں شامل تھے
> جب تمام مذہبی جماعتیں دفاع
> افغانستان پاکستان کونسل کے
> پلیٹ فارم پر اکٹھی تھیں

پر آمادہ نہ ہوئے اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری بغل میں جو ایٹم بم ہے ہم اسے چھپاتے پھر رہے ہیں کہ کس طرح اس کی حفاظت کریں اور امریکہ کے آگے سجدہ ریز ہیں۔ بہرکیف یہ ایجنڈا ہے ان کا۔ یہ محض امریکہ کی سیاسی بالادستی کا مسئلہ نہیں، عالم اسلام سے یہود کی دشمنی ایجنڈا ہے۔

سوال (صبح پاکستان): امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر ہم تنقید کرتے رہتے ہیں، وہ جس ایجنڈے پر بھی کام کر رہے ہیں اس سے قطع نظر ایک پہلو مغرب کا انسانی بھلائی کے کاموں پر بھی مبنی ہے۔ دنیا میں اس کے فلاحی کردار کو بھی تو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ انسانی بھلائی اور خدمت خلق کا جو فریضہ ہے اصلاً ہم مسلمانوں کا تھا وہ بھی تو وہی ادا کر رہے ہیں۔ اس بارے آپ کی کارائے ہے؟

جواب (حافظ عاکف سعید): ہماری کوتاہیاں یقیناً اپنی جگہ ہیں لیکن آپ یہ تو بھی دیکھیے کہ اس وقت سارے مادی وسائل پر وہ قابض ہیں اور اس سے ان کو کتنی ''سپورٹ'' ملتی ہے۔ ساری دنیا کی دولت جن کے پاس ہے وہ اپنے دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے کچھ بظاہر فلاحی کام بھی کرتے ہیں۔ انہیں جانوروں کی فلاح و بہبود کا خیال زیادہ رہتا ہے۔ ان انسانوں کو جو ان سے نظریاتی اعتبار سے مختلف ہوں وہ مکھی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اسی تناظر میں دیکھیے مرزائیوں کو کون سپورٹ کر رہا ہے؟ اسلام دشمن قوتوں کو یہ معلوم ہے کہ ہم عالم اسلام کو اس طریقے سے بھاری نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کوئی بھی شخص مرزائی ہو کر جہاں چاہے چلا جائے دنیا میں سہولتیں ہی سہولتیں ہیں ان کے لیے۔ بطور مسلمان جائیں گے تو آپ کے حصے میں ذلت و خواری آئے گی۔ یہ سارے فیکٹرز ہیں۔ ہماری کمزوری اور کوتاہی اپنی جگہ، لیکن ایک بات آپ سمجھ لیجیے فلاحی کام جتنے بھی ہو رہے ہوں، اگر نظام غیر اللہ کا ہے تو قرآن اسے فتنہ و فساد قرار دیتا ہے۔ مسلمان کا کام ہے کہ اس فتنے کو فرو کرے۔ اس فساد کو مٹائے۔ غیر اللہ کی حاکمیت کا نظام فتنہ ہے اور جب تک فتنہ ہے مسلمانوں کو حکم ہے کہ تمہاری تلوار نیام میں نہیں جانی چاہیے۔ پہلے اس فتنے کی سرکوبی کرنا چاہیے اس کے بغیر امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اب تو دنیا نے دیکھ لیا کہ فلاحی کام کرنے والے اندر سے کیا نکلے۔ امریکہ کی بات کر رہے ہیں نا آپ کیا اب ان کی اصلیت بے نقاب نہیں ہوگئی۔ ''چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر'' کونسا اصول ہے ان کا۔ کونسا عدل ہے، کونسا انصاف ہے؟ کس بنیاد پر عراق پر حملہ کیا؟ کس کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں؟ ایک ڈبل سٹینڈرڈ ہوتا ہے۔ ان کے تو چار چار پانچ پانچ سٹینڈرڈ ہیں اپنے لیے اور دوسروں کے لیے کچھ اور، مسلمانوں کے لیے بالکل ہی مختلف۔ یہ تو صرف کچھ کاسمیٹکس لیپاپوتی ہے جو یہ کرتے ہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے چنگیزیت ہے جو پھیل رہی ہے۔

سوال (صبح پاکستان): آخری سوال یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں مظفرآباد سری نگر بس سروس شروع ہوئی ہے آپ اس تناظر میں کیا دیکھتے ہیں کہ اس عمل سے کشمیر کاز کتنا آگے بڑھے گا؟

جواب (حافظ عاکف سعید): میں اس کا ایکسپرٹ Expert نہیں ہوں۔ اصل میں کشمیر کاز کے حوالہ سے ہماری دلچسپی صرف یہ ہے اور موقف یہ ہے کہ پاکستان اگر واقعی اسلام کا قلعہ بنتا ہے تو پھر ہم اپنے ملک کی شہ رگ کو بزور قوت حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ سٹرٹیجک معاملات، شٹل ڈپلومیسی، کرکٹ ڈپلومیسی اور پرسے صلح کا ہاتھ نیچے دراندازی، یہ سارے جو ٹیکٹیو کام ہو رہے ہیں اس سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ کشمیر کے لیے کچھ کرنا ہے تو اس کا اصل طریقہ صرف یہ ہے کہ اس ملک کو اسلام کا قلعہ بنایا جائے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر دیکھیے کہ صرف کشمیر نہیں، انڈیا بھی ایک اسلامی ریاست کا حصہ بن سکتا ہے۔

بانی تنظیم اسلامی کا دورہ وزیر آباد

15اپریل2005ء بروز جمعۃ المبارک بانی تنظیم وزیر آباد تشریف لائے۔ تشریف آوری کا سبب، راقم کے فرزند ارجمند کے نکاح مسنونہ کی شکل میں ہوا۔ راقم نے وزیر آباد کی معروف شخصیت پروفیسر حافظ منیر احمد سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی وزیر آباد میں آمد کا اظہار کیا۔ جس پر پروفیسر صاحب نے خطاب جمعہ کے انتظامات اور میزبانی کی پوری ذمہ داری لے لی۔

بانی تنظیم کے خطاب جمعہ کے لیے گورنمنٹ ہائی سکول نظام آباد میں انتظام کیا گیا تھا۔ خواتین کے لیے پردہ کا خصوصی اہتمام تھا۔ پوسٹرز اور بینرز وزیر آباد کے تمام اہم مقامات پر آویزاں کئے گئے تھے۔ ایک ہزار خصوصی دعوت نامے تقسیم کئے گئے۔

ناظم حلقہ جناب شاہد رضا صاحب چند رفقاء کے ساتھ صبح نو بجے آ گئے۔ انتظامات کو دیکھ کر مطمئن ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب گیارہ بجے تشریف لائے۔ بھائی عبدالحمید صاحب اور حافظ عمر فاروق صاحب نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی میزبانی کی۔

ساڑھے بارہ بجے جناب ڈاکٹر صاحب سٹیج پر تشریف لائے۔ پروفیسر حافظ منیر احمد صاحب نے سامعین کو خوش آمدید کہا۔ اور مختصر کلام کے بعد ڈاکٹر صاحب کو خطاب کی دعوت دی۔

ڈاکٹر صاحب نے آیاتِ کریمہ اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ ہمارے لیے زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ نبی اکرم ﷺ کا دیا ہوا ''اسوہ'' ہے جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ مکی دور کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ کس طرح تیرہ سال مکہ مکرمہ میں دعوت و تبلیغ اور اپنے اصحاب کی تربیت میں گزارے۔

ڈاکٹر صاحب نے حضور ﷺ کا احاطہ کرتے ہوئے میثاق مدینہ، بدر، احد اور فتح مکہ کو بطور نشانِ عبرت پیش کیا۔ اور حالاتِ حاضرہ میں مسلمانوں کے کرنے کا اصل کام ''انقلابی جدوجہد'' پر روشنی ڈالی۔ عبداللہ بن سبا (یہودی) کی سازش اور یہودیوں کے دورِ حاضر میں سودی نظام کے ذریعے پوری دنیا کی معیشت پر قبضہ کی نشاندہی کی۔ روشن خیال (دین سے بیزار) لوگوں کی شدت سے تردید کی۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، قرآنی دعوت کو عام کرنے اور ایک منظم انقلابی فکر پر قائم جماعت میں شامل ہونے کی لوگوں کو تلقین کی۔ سامعین کی تعداد پندرہ سو سے زائد تھی۔ جس میں پانچ سو کے قریب عورتیں تھیں۔

نماز جمعہ کے بعد ڈاکٹر صاحب محلہ حاجی پورہ مسجد گلزار مدینہ میں تشریف لائے۔ جہاں راقم کے بیٹے محمد الیاس کے نکاح مسنونہ کے خطبہ کا اہتمام تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے شادی بیاہ کے ضمن میں ''اصلاحی تحریک'' کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضور ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد لوگوں کی گردنوں پر جو ناجائز بوجھ رسومات کے پڑ گئے ہیں۔ ان سے نجات دلانا بھی تھا۔ لیکن ہم نے ثقافت اور تہذیب و تمدن میں ہندوانہ رسومات کو اپنا لیا ہے۔ جو اسلام کی ضد ہیں۔ اس خطاب میں پانچ باتوں کا ذکر بطورِ خاص تھا۔ (1) مسلمانوں کو چاہیے کہ نکاح کا اہتمام مسجدوں میں کریں۔ (2) اسلام میں بارات کا کوئی تصور نہیں۔ (3) دلہن والوں کی طرف سے کوئی دعوت نہیں۔ (4) جہیز کا تصور غیر اسلامی ہے۔ (5) دعوت ولیمہ دولہا والوں کی طرف سے ہے۔ اور وہ حسب استطاعت ہے۔ میزبانوں کے ساتھ آلہ آباد (وزیر آباد) روانہ ہو گئے۔ جہاں کھانے سے فارغ ہو کر لاہور واپسی ہوئی۔

حلقہ سندھ زیریں حیدر آباد میں ایک روزہ دعوتی پروگرام

26مارچ2005ء بروز ہفتہ شام5 بجے تیز گام سے تنظیم اسلامی کے 13رفقاء کا قافلہ انجینئر نوید احمد صاحب کی قیادت میں حیدر آباد پہنچا۔ جناب نسیم الدین صاحب 3 رفقاء کے ساتھ بذریعہ کار کچھ دیر پہلے ہی حیدر آباد کے ساتھی بھائی شفیع لاکھو صاحب کے دفتر جہاں اس قافلے نے قیام کرنا تھا پہنچ چکے تھے۔ عشائیہ کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی جس کے بعد بھائی انجینئر نوید احمد نے سورۃ انشقاق کا درس دیا۔ حیدر آباد کے 7رفقاء بھی شریک رہے۔ صبح 4:15 تہجد کے لئے جگایا گیا۔ رفقاء کو نوافل اور تلاوت کا موقع ملا نماز فجر کی باجماعت ادائیگی کے بعد بھائی انجینئر نعمان اختر نے درس حدیث دیا۔ کچھ دیر آرام کے بعد صبح 8 بجے ناشتہ پیش کیا گیا۔ 8:30 بجے جناب نسیم الدین صاحب نے پروجیکٹر (جو کہ کراچی سے لایا گیا تھا) کے ذریعے تنظیم اسلامی کا تعارف Orientation Programme پیش کیا۔ یہ پروگرام اصلاً تو حیدر آباد کے نئے شامل ہونے والے رفقاء کے لئے تھا۔ لیکن اس سے تمام رفقاء کو تنظیم کے نظم اور ڈھانچے سے متعلق مفید باتوں کی یاد دہانی ہو گئی۔ اس پروگرام کے بعد بھائی ڈاکٹر الیاس نے رفقاء کو مطلوبہ اوصاف کا مطالعہ کروایا۔ صبح 11 بجے انجینئر نوید احمد صاحب نے گروپس کی تشکیل دی اور 5 ٹیمیں شام کے پروگرام کے ہینڈ بلز اور تنظیم کے بروشرز لے کر مختلف علاقوں میں روانہ ہوئیں۔ رفقاء نے بازاروں میں گشت کیا اور کارنر میٹنگ بھی کیں اور گھر گھر جا کر لوگوں کو ذاتی دعوت بھی دی۔ ظہر کی نماز مختلف مساجد میں ادا کرنے کے بعد کارنر میٹنگ بھی ہوئی۔ لوگوں کا Over all Response اچھا رہا۔ راقم نے ظہر کے وقت ایک مسجد میں پہنچ کر مقامی ساتھی کے تعاون سے مسجد کی انتظامیہ سے شام کے درس کے اعلان کرنے کے لئے اجازت مانگی۔ مسجد کے سیکریٹری صاحب نے مختصر گفتگو کرنے کی اجازت مرحمت کی۔ فرض نماز کے بعد راقم نے چند جملوں میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 9 کی روشنی میں قرآن سے تعلق کی اہمیت کو اجاگر کیا اور شام کے پروگرام کی دعوت دی۔ مسجد سے جاتے ہوئے کچھ مقامی ساتھیوں نے اسی مسجد میں درس کرنے کی پیش کش کی جو ایک نہایت خوش آئند بات ہے۔ اسی طرح ہمارے ایک اور گروپ کو بھی مبارک مسجد میں درس کرنے کی پیش کش ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انتظامیہ کی اس پیش کش کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ ظہرانہ کے بعد کچھ آرام کا وقت ملا۔ راقم نے دو تین رفقاء کی مدد سے کراچی سے لائے ہوئے بینرز آویزاں کیے۔ عصر سے قبل تمام جماعتوں نے اپنی کارگزاری بیان کی۔ الحمدللہ لوگوں کا Response اچھا رہا۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد جناب انجینئر نوید احمد صاحب نے ''قرآن حکیم سے ہمارا تعلق'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ ہال کے اندر کی جگہ کم پڑتی محسوس ہو رہی تھی حیدر آباد کے مزید رفقاء بھی درس میں شریک ہوئے جبکہ احباب کی تعداد 150 سے متجاوز تھی۔ انجینئر نوید احمد صاحب نے حسب روایت نہایت عمدگی سے قرآن حکیم سے عملی تعلق کو اجاگر کیا۔ نماز مغرب کے بعد یہ قافلہ کراچی کے لئے واپس روانہ ہوا۔ (مرتب: محمد فیصل منصوری)

حلقہ لاہور کا ایک روزہ پروگرام

حلقہ لاہور کا ماہانہ ایک روزہ پروگرام 3اپریل بروز اتوار قرآن اکیڈمی لاہور کے خواتین ہال میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز صبح 10 بجے ہوا۔ پروگرام کے آغاز میں عبداللہ محمود صاحب نے تذکیر بالقرآن کے موضوع پر مولانا اصلاحی کی تحریر کے حوالے سے قرآن مجید سے استفادہ کے پانچ نکات (i) نیت کی پاکیزگی (ii) قرآن مجید کو برتر کلام ماننا (iii) قرآن مجید کے تقاضوں کے مطابق بدلنے کا عزم (iv) تدبر قرآن (v) تفویض الی اللہ پر گفتگو کی اور قرآن مجید سے تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کے لیے ذوق و شوق دلایا۔ اس کے بعد سیرت النبی ﷺ پر ایک مذاکرہ ہوا۔ یہ سیرت النبی ﷺ پر ہونے والے سلسلہ وار پروگرام کی دوسری کڑی تھی۔ اس مذاکرہ کے انچارج نثار احمد خان تھے۔ اس پروگرام میں سیرت طیبہ کا صلح حدیبیہ تک احاطہ کیا گیا۔ اس کے بعد مرکزی شخصیت کے تعارف کا پروگرام ہوا۔ اس مرتبہ معتمد عمومی جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنا تعارف کرایا۔ اس کے بعد تھوڑا سا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد سیرت النبی ﷺ پر ہونے والے مذاکرہ کا دوسرا پروگرام منعقد ہوا۔ اس کے بعد ''نکاتی لائحہ عمل'' کے موضوع پر سوالاً جواباً ایک پروگرام ہوا۔ اس پروگرام کو عمران حمید صاحب نے کنڈکٹ کیا۔ پروگرام کے بعد رفقاء کو سہ نکاتی لائحہ عمل کے حوالے سے ایک معروضی سوالنامہ دیا گیا۔ تاکہ رفقاء اس کو پُر کر کے پروگرام انچارج کو دے دیں۔ نماز ظہر کے بعد رفقاء نے اجتماعی کھانا کھایا۔ آرام کے وقفہ کے بعد نماز عصر سے پروگرام کا دوسرا حصہ شروع ہوا۔ جناب رشید ارشد صاحب نے درس حدیث دیا۔ اس کے بعد سید عاصم نذیر بخاری نے رفقاء سے خود احتسابی کی کیفیت کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ دعوت دینے کے ساتھ ساتھ دروں بینی کی عادت بھی ڈالنی چاہیے۔ ورنہ یک رخی شخصیت سامنے آئے گی۔ یعنی ہم باتیں تو بہت بہت اونچی کریں گے لیکن ہمارا عمل اس کی نسبت و تناسب سے نہ ہوگا۔ بعد نماز مغرب جاوید نواز صاحب نے مسلمانوں کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل کے موضوع پر دعوتی گفتگو کی۔ عشاء کی نماز کے قریب یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: محمد یونس، معتمد تنظیم اسلامی حلقہ لاہور)

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا دورہ حلقہ جنوبی پنجاب

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مورخہ 26 اپریل 2005 بروز منگل ملتان ''صبح گیارہ بجے'' کے قریب پہنچے۔ خطاب کا موضوع ''خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام'' تھا۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لیے دس ہزار ہینڈ بلز چھپوائے گئے چھ ہزار ہینڈ بلز مساجد میں جمعہ کی نماز کے بعد تقسیم کئے گئے' چار ہزار اخبارات میں رکھوائے گئے۔ نیز حلقہ کے تمام رفقاء کو بذریعہ خط بھی اطلاع کی گئی۔

پروگرام کی تشہیر کے لیے 15 بینرز بنوائے گئے۔ نیو ملتان تنظیم کے رفیق محمد افضل آزاد صاحب نے 10 بینرز اپنی طرف سے بنوا کر نیو ملتان کے ایریا میں لگوائے۔ روزنامہ نوائے وقت میں بروز منگل بیک پیج پر اشتہار لگوایا گیا۔ جبکہ روزنامہ اسلام میں مسلسل 3 دن اشتہار چھپوایا گیا۔

پروگرام بعد نماز مغرب ملتان آرٹس کونسل ملتان کے ہال میں شروع ہوا۔ سامعین نماز عصر کے بعد ہی آرٹس کونسل میں آنا شروع ہو گئے تھے۔ آرٹس کونسل کے باہر آہنی جنگلوں پر تنظیم اسلامی کے بینرز اور جھنڈے آویزاں کیے گئے آرٹس کونسل میں سامعین کے لیے نماز مغرب اور نماز عشاء کا باجماعت اہتمام بھی کیا گیا۔ نیز صدر دروازے کے سامنے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتب وآڈیوز/ ویڈیوز اور سی ڈیز کافی تعداد میں مکتبہ کی صورت میں لگائی گئیں۔

پروگرام کا آغاز سورۃ نور کی آیات کی تلاوت سے ہوا۔ قرآن اکیڈمی کے معلم شعبہ حفظ قاری محمد شاہد صاحب نے تلاوت فرمائی۔ امیر حلقہ سعید اظہر عاصم صاحب نے ان آیات کا ترجمہ پیش کیا۔ بانی محترم نے 2 گھنٹے 20 منٹ کا خطاب فرمایا۔

8 بجے تک پورا ہال بھر چکا تھا۔ کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر خطاب سنا۔ اندازاً 800 کے قریب سامعین جمع ہو چکے تھے۔ بانی محترم نے خطاب کے آغاز میں خلافت ارضی کی حقیقت اور خلیفہ کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا انسان اس زمین پر اللہ کا نائب ہے جو کہ خود بھی اللہ کے احکامات کا پابند ہے اور انہی احکامات پر عمل کرانے کے لیے اس کو محنت اور کوشش بھی کرنی ہے۔

آپ نے عالمی حالات اور پاکستان کے حالات کے حوالہ سے بھی حالات کا تجزیہ پیش کیا۔ نیز ان مایوس کن حالات میں اُمید کی ایک کرن کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی کہ صحیح احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ البتہ اس کے لیے کوشش کرنا آج ہماری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ آج پوری دنیا کے مسائل کا حل اسلام کے عادلانہ نظام عدل وقسط میں ہے۔ اس کے لیے پہلے ہمیں اپنے ملک میں اسلامی نظام قائم کر کے دنیا کو اسلام کا روشن چہرہ دکھانا ہوگا۔ پاکستان جس مقصد کے لیے بنایا گیا تھا آج ہمارے حکمران وہ مقصد بھول چکے ہیں۔ پاکستان میں غلبہ دین کی جدوجہد کرنا ہر مسلمان اور ہر دینی جماعت کی ذمہ داری ہے۔ اللہ ہم سب کو اس فرض کو ادا کرنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: شوکت حسین)

ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی کا دورہ تنظیم اسلامی بی بیوڑ

مورخہ 9 اپریل 2005 غلام اللہ خان ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی نماز عصر سے پہلے تشریف لائے۔ بعد از نماز عصر مسجد اقصیٰ میں بے حیائی کا سیلاب اور اس کا تدارک کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ این جی اوز اگرچہ بظاہر خدمت خلق کا کام کر رہی ہیں۔ لیکن اس کے پیچھے اصل مقصد بے حیائی اور بے پردگی کو فروغ دینا ہے سامعین سے استدعا ہے کہ وہ اپنے گھر اور ملک کو بے حیائی سے بچانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ بعد از نماز مغرب جامع گندیگار میں بھی اسی موضوع پر خطاب کیا۔ دونوں پروگراموں میں تقریباً 100 افراد نے شرکت کی۔ رات گزارنے کے بعد اگلے دن دیر خاص کے لیے روانہ ہوئے اور بعد از نماز ظہر ''این جی اوز کا ایجنڈہ'' موضوع پر خطاب کیا تقریباً 40 افراد نے پوری انہماک سے خطاب کو سنا اور سامعین نے مطالبہ کیا کہ ایسے پروگراموں کا تسلسل ہونا چاہیے۔ (مرتب: ممتاز بخت)

دعائے مغفرت

بہاولپور کے رفیق تنظیم محمد اقبال صاحب کی اہلیہ محترمہ انتقال کر گئی ہیں۔
رفقاء وقارئین ندائے خلافت سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

بقیہ : اداریہ

پہنچتیں اسلام کی وہ ''خدمت'' کی جسے دیکھ یا سن کر معاندین بھی کانوں کو ہاتھ لگائیں۔

مذکورہ بالا محرک کے علاوہ بھی کچھ باتیں ایسی ہیں جو قابل توجہ ہیں۔ مثلاً حفاظت قرآن اور تحریف کے تذکرے میں بات کہہ کر کہ ''ڈاکٹر اسرار احمد نے طالبان کی بھی بہت بڑی رقوم سے مدد کی تھی'' یہ ''خادم دین'' کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

بہر کیف ہمارے لیے اطمینان بخش بات یہ ہے کہ اُس وقت کی طالبان حکومت کی امداد ہر وہ باغیرت مسلمان کر رہا تھا جو اسلام کو بطور دین رائج ونافذ دیکھنا چاہتا تھا۔ ہاں جنہیں اسلام کے بطور نظام حیات قیام سے اندیشے اور خطرات ہیں وہ یقیناً طالبان کی امداد سے دست کش رہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب اور تنظیم اسلامی نے جو کیا وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کیا۔ اس پر ہمیں ہرگز کوئی ندامت نہیں ہے۔

ضرب حق کو یہ بات بھی ناگوار ہے کہ ڈاکٹر صاحب خلافت اور امام مہدی کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں۔ بقول ضرب حق ''ڈاکٹر اسرار احمد اور اس کے کارندے تحریک خلافت اور مہدی کے حوالے سے بھی اپنی سوچ کو عام کر رہے ہیں۔ جبکہ مہدی کے حوالے سے احادیث کی کتابوں میں موجود حقائق کا انکشاف بڑے احسن طریقے سے سید عتیق الرحمٰن گیلانی نے کیا ہے۔'' ضرب حق والوں سے عرض ہے کہ ڈاکٹر صاحب تو احیائے خلافت کی طرف لوگوں کو اس وقت سے پکار رہے ہیں جب سید عتیق الرحمٰن گیلانی ابھی سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے۔ سید عتیق الرحمٰن گیلانی کو تو خوش ہونا چاہئے کہ ڈاکٹر صاحب کے فکر اور دعوت وتبلیغ سے عوام الناس میں اُسی نظامِ خلافت کی خواہش اور تڑپ پیدا ہو رہی ہے جس کا نعرہ اب آنجناب بلند کر رہے ہیں۔

اب آئیے اُس الزام کی طرف جسے سید عتیق الرحمٰن گیلانی ضربِ ناحق سے ڈاکٹر صاحب کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا یہ موقف ہے کہ ''موجودہ قرآن اصل نہیں جس میں غلطیاں ہیں'' یہ الزام اس قدر بودا اور گھٹیا ہے کہ اس کی وضاحت کرنا بھی عجیب محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب اپنی تحریر وتقریر میں ہمیشہ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ موجودہ قرآن جسے عام طور پر ''مصحف عثمانی'' کے الفاظ سے موسوم کیا جاتا ہے' وہی قرآن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔ اور یہ ''لوح محفوظ'' اور ''ام الکتاب'' میں پائے جانے والے ''القرآن'' کی بلاتحریف وتغیر مصدقہ نقل ہے۔ اس موقف پر جس انداز کا فتنہ ضرب حق نے اٹھانا چاہا ہے اس پر ''انا للہ'' ہی پڑھی جاسکتی ہے۔ اس معاملے میں کسی وضاحت کی اگرچہ ضرورت نہیں لیکن عوام الناس کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے محترم ڈاکٹر صاحب نے جو وضاحتی بیان اس سلسلے میں جاری فرمایا ہے وہ زیر نظر شمارے کے سرورق پر شائع کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

ضرورت رشتہ

☆ 24 سالہ دراز قد' تعلیم بی ایس سی (زوالوجی' باٹنی' فزکس) ایم اے انگلش' شرعی پردے کی پابند' رفیقہ تنظیم اسلامی کیلئے تعلیم یافتہ' دینی ذہن رکھنے والے نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: 0432 261403 03338621875

☆ 23 سالہ دراز قد' ایم اے پولیٹیکل سائنس فائنل ایئر کی طالبہ تنظیم اسلامی کی انتہائی فعال سرگرم رفیقہ کے لئے تعلیم یافتہ تحریکی ذہن کا حامل رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: 021-6943151 4964597

عالم اسلام کی خبریں

مصریوں کو اجازت مل گئی

مصر کی پارلیمان نے آئین میں تبدیلی کا بل منظور کرلیا ہے جس کے بعد شرائط پر پورا اترنے کے بعد کوئی بھی مصری صدارتی انتخابات لڑ سکے گا۔ اس ماہ کے آخر میں اس تبدیلی پر عوامی ریفرنڈم ہوگا' جس کے بعد یہ آئین کا حصہ بن جائے گا۔ تاہم حزب اختلاف نے اس تبدیلی پر خوشی کے شادیانے نہیں بجائے' بلکہ اس نے بل کے خلاف ووٹ دیا۔ وہ اس لیے کہ اپوزیشن کے مطابق رجسٹریشن کے لیے شرائط اتنی سخت ہیں کہ صرف سرکاری امیدوار ہی ان پر پورا اتر سکیں گے۔

یاد رہے کہ مصر میں پچھلے چوبیس برس سے حسنی مبارک صدر چلے آ رہے ہیں اور ہر بار صدارتی انتخابات میں صرف وہی کھڑے ہوتے ہیں۔ اس بار کے انتخابات میں پہلی بار سرکاری امیدوار کے سامنے دیگر امیدوار بھی ہوں گے۔ ستر سالہ حسنی مبارک نے ابھی تک فیصلہ نہیں کیا کہ وہ پانچویں بار انتخابات میں حصہ لیں گے یا نہیں۔

ایرانی پارلیمان کا دلیرانہ فیصلہ

امریکا اور یورپی یونین نے ایرانی حکومت پر زبردست دباؤ ڈال رکھا ہے کہ وہ یورینیم کی افزودگی شروع نہ کرے مگر فی الوقت ایرانی ان کا کہنا نہیں مان رہے۔ دریں اثناء ایرانی پارلیمان نے وہ بل منظور کرلیا ہے جس میں حکومت سے کہا گیا ہے کہ وہ پرامن مقاصد کے لیے یورینیم کی افزودگی کا کام شروع کردے۔ پارلیمان کے 205 ارکان نے بل پر بحث کی' ان میں سے 188 نے بل کے حق میں ووٹ دیا۔

ایرانی حکومت کا کہنا ہے کہ وہ یورینیم اس لیے افزودہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اپنے ایٹمی ریکٹروں کے لیے ایندھن تیار کرسکیں۔ اگرچہ اسی ٹیکنالوجی کے ذریعہ ویسا یورینیم بھی بنایا جا سکتا ہے جو ایٹم بم بنانے میں کام آتا ہے۔ ایران میں یورینیم افزودہ کرنے کا کارخانہ اصفہان میں ہے' جہاں کانوں سے نکالی گئی یورینیم دھات کو پہلے یورینیم ٹیٹرا فلورائڈ (UF4) اور پھر ایک گیس' یورینیم ہیکسا فلورائڈ میں بدلا جاتا ہے۔ یہی گیس سینٹری فیوجز (مشینری) کا ایندھن ہے جو انتہائی حساس افزودگی کا کام کرتے ہیں۔

ازبکستان میں ہنگامے

ازبکستان کے مشرقی علاقے آج کل ہنگاموں کی زد میں ہیں۔ یہ ہنگامے اس وقت شروع ہوئے جب اندیجان شہر کے تیئیس تاجروں پر مقدمہ چلنے کا آغاز ہوا۔ سرکاری وکلاء کا دعویٰ ہے کہ یہ تاجر کالعدم حزب طاہر (اسلامی جماعت) کے رکن ہیں اور حکومت کا تختہ پلٹنا چاہتے ہیں۔ تاہم تاجروں کے حامیوں کا کہنا ہے کہ ان پر عائد کردہ سارے الزام جعلی ہیں۔ جب حکومت نے تاجروں کو رہا کرنے سے انکار کردیا تو ان کے حامیوں نے انہیں چھڑانے کے لیے جیل پر دھاوا بول دیا۔ اس دوران تاجروں کے علاوہ دو ہزار قیدی بھی رہا ہوگئے۔

اس واقعہ کے بعد اندیجان میں حکومت مخالف مظاہرے شروع ہوگئے۔ ان سے نمٹنے کے لیے ازبک فوج اندیجان میں گھس آئی۔ مظاہرین اور فوج کے تصادم میں اب تک عینی شاہدوں کے مطابق چھ سو سے زیادہ افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد تیس پینتیس ہے۔

یاد رہے کہ ازبک صدر اسلام کریموف بنیادی طور پر کمیونسٹ رہنما ہیں اور جب سے وسطی ایشیا کا یہ مسلمان ملک آزاد ہوا ہے وہ اس کے صدر چلے آ رہے ہیں۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے بزور قوت حزب اختلاف کو دبا رکھا ہے اور ان پر تشدد کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔

افغانستان میں امریکا کے خلاف غم و غصہ

یہ خبر سنتے ہی کہ گوانتاناموبے میں امریکی فوجیوں نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی ہے' پورے عالم اسلام میں اس واقعہ کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ افغانستان میں ان مظاہروں نے پُرتشدد رخ اختیار کرلیا جب افغان پولیس نے مظاہرین پر گولی چلادی' اس طرح چودہ افغانی ہلاک ہوگئے۔ ان مظاہروں سے ثابت ہوگیا کہ امریکا افغانیوں کا دل و دماغ قبضے میں لینے کے لیے جیسے بھی اقدامات کرلے' وہ انہیں اپنی مٹھی میں نہیں لے سکتا۔

ادھر طالبان نے افغان حکومت سے مصالحت کرنے سے انکار کردیا ہے۔ طالبان کے ترجمان مفتی لطف اللہ نعیمی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہم زندگی کی بھیک کبھی نہیں مانگیں گے اور عالمی استعمار کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے۔ عالمی استعمار افغانستان میں اسلامی اقدار ختم کرکے یہاں مغربی طرز زندگی لانا چاہتا ہے' ہم ان کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹیں کھڑی کریں گے۔

عراق کی صورت حال

عراق میں آئے دن بم دھماکوں سے صاف ظاہر ہے کہ عراقیوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے اور اب وہ امریکا سے آزادی چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ اپریل میں 135 صرف کار بم دھماکے ہوئے' دوسری قسم کے دھماکے اس کے علاوہ ہیں۔ ان دھماکوں کے باعث بیسیوں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ماہ مئی میں بھی تقریباً روزانہ عراق میں بم پھٹ رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال نئی عراقی حکومت کے لیے بے پناہ مشکلات پیدا کرسکتی ہے۔

وزیراعظم ابراہیم جعفری نے ملک میں نافذ کردہ ایمرجنسی کی حالت مزید تیس دن کے لیے بڑھادی ہے۔ یہ ایمرجنسی پچھلے نومبر کو ایاد علوی کی حکومت نے لگائی تھی جب امریکی اور عراقی فوجی فلوجہ میں حملہ کرنے کے لئے پرتول رہے تھے۔ تب سے اسے بڑھاوا دیا جارہا ہے۔ ایمرجنسی کے ذریعے حکومت کو کرفیو نافذ کرنے' گرفتاری کے وارنٹ جاری کرنے اور ملک میں نقل و حرکت روکنے کا حق مل جاتا ہے۔

عراقی صدر جلال طالبانی نے اعلان کیا ہے کہ امریکی فوج مزید دو برس تک عراق میں مقیم رہے گی۔ انہیں امید ہے کہ اس وقت تک عراقی فوج اور سیکیورٹی کے دیگر ادارے قوم کی سلامتی کے ضامن بن جائیں گے۔ طالبانی نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ ملک کے سنی رہنما سنی اقلیت کو قومی دھارے میں لے آئیں گے۔

مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی ناپاک کوشش

انتہاپسند یہودی اور صیہونی مسجد اقصیٰ کو شہید کرکے وہاں اپنا ہیکل سلیمانی بنانا چاہتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ مسجد اقصیٰ ہیکل سلیمانی کی جگہ تعمیر ہوئی ہے۔ مسلمانوں سمیت کئی عیسائی اثریات داں بھی یہودیوں کا دعویٰ اثریاتی شہادتوں کی مدد سے غلط قرار دے چکے ہیں مگر ان کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ حال ہی میں ایک انتہاپسند یہودی تنظیم نے اعلان کیا کہ وہ مسجد اقصیٰ شہید کرنا چاہتی ہے۔ اس کے ارکان سے مسجد کو بچانے کے لئے ہزاروں فلسطینی مسلمان مقررہ دن مسجد کے آس پاس جمع ہوگئے۔ ان کے جوش و جذبے کو دیکھتے ہوئے انتہاپسند یہودیوں کو مسجد کے قریب پھٹکنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اسرائیلی حکومت کی نااہلی کو دیکھیے کہ اس نے یہودی تشدد پسندوں کا راستہ روکنے کے بجائے پولیس کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں پر لاٹھی چارج کرے۔ اسرائیلی پولیس کی وحشیانہ کارروائی کے باعث گیارہ مسلمان شدید زخمی ہوگئے۔

"moderate" opportunists.

Even the best among the self-proclaimed "moderates" will never be able to have a credible voice in the Muslim world, let alone legitimizing an American brand of Islam. The reason is simple: the leaks about the Muslim World Outreach initiative clearly say that it aims "at strengthening the hand of moderates," which confirms them as operatives for Washington with no covers to hide.

Within no time, everyone in the Muslim world would know what Zeyno Baran, a terrorism analyst at the Nixon Center, who advised on the strategy, says: "You provide money and help create the political space for moderate Muslims to organize, publish, broadcast, and translate their work." Such an approach towards meddling with others' religion and transforming it in the neo-cons image amounts to nothing less than pure fascism of our age to which no one can remain blind for too long.

The US is bound to face a disastrous end to its blind adventure toward defeating Islam because Islam is not communism. It is against all norms of decency to play with others religion and try to shape it the way the aggressers like it for their benefit.

The situation is not as simple as the Cold war where the US was able to pit moderate socialists against hard-core Communists overseas. Interestingly, even the most opportunists among Muslims are not ready to cave in to the demands for "moderation" by the hardcore fascists like Pipes and others.

Talking about the US strategy about undermining Islam in the light of the Cold War play book of divide and conquer, Peter Rodman, a longtime aide to Henry Kissinger and now the Pentagon's assistant secretary of defense for international security affairs admits that "in those days, it was covert. Now, it's more open. . . That's how we're thinking. . . . It's something we talk about all the time."

Those who are still not convinced must try understanding this war the other way round: try reading Muslims as Christians; Islam as Christianity; Mohammed as Jesus; Washington as Tehran and the US as Iran in the above article. Then Imagine reaction of the same war lords who admit to struggling for "discrediting" Mohammed, promoting a "war within Muslims," and changing "the very face of Islam."

Can any non-Christian dare say that he or his country or the agencies of his country should promote a "war within Christianity" and they should be out to change "the very face of Christianity."

Imagine what response would that non-Christian individual or country receive from the US and the other 15 countries which have voted against the UN commission's resolution on Islamophobia. Would it be wise to call a Christian response to such nonsense as stupid?

By the same token, is it wise to deny the aforementioned admissions of the war lords and reject every reference to the raging war on Islam as a stupid invention of some "radical" Muslims?

Notes

[1] On April 12, 2005, 16 nations voted against an important United Nations resolution which seeks to protect the rights of Muslims and stem the tide of Islamaphobia in the world. The countries are: Australia, Canada, Dominican Republic, Finland, France, Germany, Guatemala, Hungary, Ireland, Italy, Japan, Netherlands, Romania, Ukraine, United Kingdom and United States. See: http://www.montrealmuslimnews.net/apri l19 See UNHRC Press Release With these countries' Explanation Here:

[2] David E. Kaplan With Aamir Latif, Kevin Whitelaw and Julian E. Barnes, "Hearts, Minds, and Dollars." U.S. News and World Report April 15, 2005 Article on line at: http://www.usnews.com/usnews/news/articles/050425/25roots.htm

[3] Diana West, "Reviewing the National Review, Washington Times, April 11, 2005

[4] Ibid. David E. Kaplan

[5] "The Life and Religion of Mohammed" (Roman Catholic Books, 2005) by J.L. Menezes, a Roman Catholic priest, used to be for sale. So did "The Sword of the Prophet." (Regina Orthodox Press, 2002) by Serge Trifkovic.

[6] Ibid. Diana West

انجمن خدام القرآن جھنگ (رجسٹرڈ)

کے زیر اہتمام

قرآن اکیڈمی

میں تین پچیس (25) روزہ تفہیم دین کورسز (کل وقتی)

چھٹا — یکم جون تا 25 جون 05ء

ساتواں — یکم جولائی تا 25 جولائی 05ء

آٹھواں — یکم اگست تا 25 اگست 05ء

☆ کم از کم ایف اے / ایف ایس سی حضرات شامل ہو سکتے ہیں۔ ☆ کورس مکمل طور پر رہائشی اور کل وقتی ہوگا۔ ☆ اخراجات قیام وطعام انجمن کے ذمہ ہوں گے۔ ☆ کورس کے اختتام پر سند جاری کی جائے گی۔ ☆ نصاب میں قرآن مجید کے تین پارے، احادیث کا منتخب حصہ، تاریخ اسلام، عربی گرائمر اور منتخب کلام اقبال پڑھایا جائے گا۔ ☆ کمپیوٹر شارٹ کورسز کی کلاس بھی ہو گی۔

شرکت کرنے والے حضرات 25 مئی تک ذاتی یا تحریری رابطہ فرمائیں

شرکت کی دعوت عام ہے

الداعی: انجینئر مختار فاروقی صدر انجمن

قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

0477-628561-628361

Vol: 14
Regd. No. LRL -50
No. 18
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Determined "to change the very face of Islam"

It is not surprising that just a reference to the US and its allies' war on Islam sounds stupid.

It is evidently so, because we are living in an age in which 16 of the most "civilized" countries on the UN Commission on Human Rights do not feel comfortable with voting in favor of a resolution which seeks to protect the rights of Muslims and stem the tide of Islamaphobia in the world.[1]

In this environment, it is very encouraging that the war lords are coming out of their closets with increasing frequency to declare that the common denominator of their global efforts is to discredit Mohammed PBUH, belittle the Qur'an and "change the very face of Islam."[2] Does it sound any degree less than a war on Islam?

On April 11, just a day before the 16 nations on the UN Commission voted against stemming the tides of Islamophobia, Diana West concluded a piece in the Washington Times in defense of anti-Islam work in these words:

"Ignoring facts about Mohammed and Islam, given their ["jihadists"] role in animating terrorism, would be like ignoring facts about Marx and communism in that earlier ideological struggle National Review championed -- worse, even, considering the inspiration Muslims draw from the personal life of Mohammed."[3]

It confirms that discrediting Mohammed PBUH has become a top priority and a pre-requisite of the so-called war on terrorism. Such clear admissions from the anti-Islam fascists cannot be interpreted in any positive way possible.

Some strategic leaks to the US News and World Report expose the real intentions of the war lords. A report appeared in its pages on April 15 reads: "Hearts, Minds, and Dollars: In an Unseen Front in the War on Terrorism, America is Spending Millions...To Change the Very Face of Islam."[4]

Denying these admissions means that the US should be lying and invading Muslim countries after country and killing thousands upon thousands innocent people. It means that the war lords must be saying that they need to "change the very face of Islam." But Muslims must not consider it a war on Islam because they will sound stupid.

Denying the war on Islam, despite these admissions, means that the world must not consider it hate speech if Washington Times defends anti-Islam books[5] and an advertising copy, titled "the dark mind of Mohammed." Accordingly, the world must consider it a perfectly legitimate exercise of freedom of speech and any dissenting opinion on the part of Muslims as a matter "of greatest concern."

Views of Robert Spencer and company further confirm the common denominator of the struggle against Islam. In the words of Rich Lowry, editor of National Review, Spencer "feels very strongly that it is important to discredit Mohammed and Islam as such in order to win the war on terror"?[6] Stay tuned for more.

Someone might argue," but these are individuals." Not at all! These "intellectual" war lords are simply unfolding a widely embraced agenda. What the US and its allies have been selling as the "war of ideas" and "battle for hearts and minds" has been proved to be nothing but a war for discrediting Mohammed PBUH and Islam.

The recent report in the US News shows how it is not a matter of a few individuals. The report reads: "From military psychological-operations teams and CIA covert operatives to openly funded media and think tanks, Washington is plowing tens of millions of dollars into a campaign to influence not only Muslim societies but Islam itself."

Influencing Islam? Yes Sir! It is yet another wrapper to make undermining Islam presentable to public. It means coming up with another Islam that would legitimize Washington's bloody adventures and delegitimize any and all resistance to its totalitarian designs in the Muslim world.

Promoting a "war within Islam" was the first step in the war on Islam. It remained the most consistent and popular theme of the New York Times op-ed pages over the years.

Now that the US government feels that the "war within Islam" is sufficiently aflame, the White House has come up with a new strategy, dubbed as Muslim World Outreach — the second step in the war on Islam.

According to the well planned leaks to the US News, this strategy "for the first time states that the United States has a national security interest in influencing what happens within Islam."

The report also confirms that it is, in fact, the US which has been funding an American version of Islam, called "Moderate Islam."

The US media and establishment promote this divisive concept despite serious contention by Muslims who have been arguing that Muslims have to be moderate by default, not by the design and standards set by the American war lords.

According to the report, "in at least two dozen countries, Washington has quietly funded Islamic radio and TV shows, coursework in Muslim schools, Muslim think tanks, political workshops, or other programs that promote moderate Islam."

The report makes it amply clear that it is the CIA that has been "revitalizing programs" and "targeting Islamic media, religious leaders, and political parties" to sell the American version of Islam in the name of "moderate Islam."

The blindness on the part of Muslim collaborators Muslims as well as the war lords in Washington is phenomenal.

Contrary to the root causes, such as the US lying to the world, invading two Muslim states, supporting Israel 's terrorism and aggression and promoting puppet regimes in the Muslim world, a December report by the CIA-based National Intelligence Council presents the wrong reason for anti-Americanism in the Muslim world. It states that it is the masses of unemployed, alienated youth in the Arab world which "will swell the ranks of those vulnerable to terrorist recruitment."

This self-delusion is equal and opposite to some Muslims denial of the US and its allies' war on Islam.

Interestingly, the self-delusion in the US is now limited to the totalitarians in the US administration, the fascist neo-cons and their leading supporters in the "mainstream" media. Similarly, the denial among Muslims has reduced to a very limited number of the US funded